استو صوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 3 | مارچ 2012ء | شمارہ 3

وطن کی محبت ایمان ہے

تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان کے نام سے آزادی کی جس کونپل نے غلامی کی سنگلاخ زمین کا سینہ چیرا اس کی آبیاری علماء حق کے خون اور پسینے سے ہوئی ہے

قصہ ایک "سادی" کا

میری بہنوں کو کیا ہو گیا؟

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ

افتتاح

زیر تعمیر

مرکز اصلاح النساء (للبنات)

بتاریخ

4 مارچ 2012ء بروز اتوار بوقت 10 بجے دن تا 1 بجے

خصوصی خطاب

متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نوٹ

1. مولانا کے بیان سے پہلے خواتین مبلغات کے بیانات بھی ہوں گے
2. بچوں کو ساتھ لانے سے گریز فرمائیں

زیر سرپرستی

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

نوٹ تعمیراتی کام جاری ہے۔ تخمینہ لاگت: 60 لاکھ

آپ سے التماس ہے کہ دین کی اس عظیم خدمت میں دل کھول کر تعاون کریں

بینک اکاؤنٹ: بنام محمد الیاس 14010360000090 میزان بینک کالج روڈ سرگودھا

برائے رابطہ: 0346-7357394 ــــ مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

رعایتی پیکیج

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کی جانب سے

سفیر احناف متکلم اسلام مولانا **محمد الیاس گھمن** حفظہ اللہ

رعایتی قیمت **900**

کی درج ذیل علمی تحقیقی کتب منظر عام پر آچکی ہیں

کل قیمت ~~1250~~

نماز اہل السنۃ والجماعۃ: احناف کے طریقہ ادائیگی نماز پر محدثانہ کلام

فرقہ بریلویت (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ: فرقہ بریلویت کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر

فرقہ اہلحدیث (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ: غیر مقلدین کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر

صراط مستقیم کورس (بنین، بنات): گرمیوں کی تعطیلات میں اپنے علاقے میں صراط مستقیم کورس منعقد کرائیں سکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء اور طالبات کے لیے

قربانی کے فضائل و مسائل

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ: علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز

خطبات گھمن (جلد اول): مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا نمائندہ خطیب بننے کے شائقین کے لیے انمول تحفہ، خطبات جمعہ، جلسہ ہائے عام اور بزم ادب میں تقریر کی تیار کے لیے علمی نکات کا مجموعہ

فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کی مقبول عام کتاب فضائل اعمال پر چند لامذہب لوگوں کے اعتراضات کا علمی محاسبہ

اصول مناظرہ: اس کتابچے سے مناظرین کو علم مناظرہ کے بنیادی اصولوں سے آگہی ہوگی

شہید کربلا اور ماہ محرم فضائل و مسائل

نوٹ: ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا

اطلاعِ خاص ≫ سالانہ اجتماع 2012

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا سالانہ اجتماع مورخہ یکم مارچ 2012 کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مبلغین، متخصصین جماعت کی عاملہ اور شوریٰ کے اراکین کی شرکت لازمی قرار دی گئی ہے

برائے رابطہ: 0346-7357394

استو صوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت

لاہور

جلد نمبر 3 | مارچ 2012ء | شمارہ نمبر 3

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینجر

مولانا بشیر احمد قاسمی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن گڑھی 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زر تعاون -/240 روپے

خط وکتابت

دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امر سدھو لاہور

فہرست

وطن کی محبت ایمان ہے 5

اداریہ

قصہ ایک "سادی" کا 8

اہلیہ مولانا عابد جمشید

جنوب ان کا شمال ان کا 12

مولانا مقصود احمد حنفی

میک اپ اور زہریلے کیمیکل 13

اہلیہ محمد کلیم اللہ

میری بہنوں کو کیا ہو گیا؟ 16

مولانا عابد جمشید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذائیں 20

سعدیہ خان

سب سے بڑا ضامن 24

ام عمارہ

تابندہ نقوش 28

رانا رضوان

منافع کا سودا 37

عروج فاطمہ

نماز اہل السنت 39

مولانا محمد الیاس گھمن

مجلس الشیخ 46

وعظ مولانا حکیم محمد مظہر مدظلہ

ظہیر الدین محمد بابر 56

امان اللہ کاظم

درس قرآن

اللہ تعالی نے فرمایا:

وذروا ظاهر الاثم وباطنه ان الذين يكسبون الاثم سيجزون بما كانوا يقترفون۔

ترجمہ:

یہ یقینی بات ہے کہ جو لوگ گناہ کماتے ہیں انہیں ان تمام جرائم کی جلد ہی سزا ملے گی جن کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔

تشریح:

ظاہری گناہوں میں وہ گناہ داخل ہیں جو انسان اپنے ظاہری اعضاء سے کرے مثلا جھوٹ، غیبت، دھوکا، رشوت، شراب نوشی، زنا وغیرہ اور باطنی گناہوں سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق دل سے ہوتا ہے مثلا حسد، ریاکاری، تکبر، بغض، دوسروں کی بدخواہی وغیرہ۔ پہلی قسم کے گناہوں کا بیان فقہ کی کتابوں میں ہوتا ہے اور ان کی تعلیم وتربیت فقہاء سے حاصل کی جاتی ہے اور دوسری قسم کے گناہوں کا بیان تصوف اور احسان کی کتابوں میں ہوتا ہے اور ان کی تعلیم وتربیت کے لیے مشائخ سے رجوع کیا جاتا ہے۔

تصوف کی اصل حقیقت یہی ہے کہ باطن کے ان گناہوں سے بچنے کے لیے کسی رہنما سے رجوع کیا جائے۔ افسوس ہے کہ تصوف کی اس حقیقت کو بھلا کر بہت سے لوگوں نے بدعات وخرافات کا نام تصوف رکھ لیا ہے۔ اس حقیقت کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی بہت سی کتابوں میں خوب واضح فرمایا ہے آسان طریقے سے اس کو سمجھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب دل کی دنیا۔

درس حدیث

عن ابی امامة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل رجل الجنة فرای علی بابھا مکتوبا الصدقة بعشر امثالھا و القرض بثمانیة عشر۔

ترجمہ:

حضرت ابو امامہ سے رویات ہے کہ رسول اللہ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے جنت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا اجر و ثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا۔

تشریح:

حدیث میں اس کا کوئی اشارہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس آدمی کے بارہ میں فرمایا کہ وہ جنت میں داخل ہوا تو اس نے اس کے دروازہ پر مندرجہ بالا جملہ لکھا دیکھا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے یہ کسی مرد صالح کے خواب کا واقعہ بیان فرمایا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خود آپ کا مشاہدہ یا مکاشفہ ہو اور آپ نے اس انداز میں اس کو بیان فرمایا ہو۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ

فقلت لجبریل مابال القرض افضل من الصدقة؟ قال لان السائل یسئل وعندہ والمتقرض لا یقرض الا من حاجة۔

میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ قرض میں کیا خاص بات ہے کہ وہ صدقہ سے افضل ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ سائل جس کو صدقہ دیا جاتا ہے اس حالت میں بھی سوال کرتا اور صدقہ لے لیتا ہے جبکہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا قرض اس وقت ہی مانگتا ہے جب وہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے۔

وطن کی محبت ایمان ہے

اداریہ

72برس قبل 23مارچ1940 میں اقبال پارک لاہور میں مسلمانان برصغیر نے ایک الگ اسلامی ریاست کی قرارداد منظور کی جسے قرارداد پاکستان کا نام دیا جاتا ہے۔ اس قرارداد کا اولین مقصد مسلمانان برصغیر کی نظریاتی اقدار کا تحفظ تھا۔ اس خطے کے مسلمان یہ چاہتے تھے کہ ہم الگ سے اپنی اسلامی ریاست قائم کریں جہاں ہمارے عقائد و نظریات کا تحفظ ہو، ہمارا کلچر خالصتا اسلام کے وضع کردہ قوانین کا علمبر دار ہو، ہماری بود وباش کسی غیر مسلم قوم کی نقالی نہ ہو بلکہ نقالی سے پاک ہو چونکہ اسلام ہمارا بنیادی مذہب ہے اس لیے ہمارے حکمران بھی مسلمان ہونے چاہیں۔

اس ساری جدوجہد کا سبب علماء حق کی بے مثال قربانیاں تھیں جنہوں نے اسلام اور اہل اسلام کو بچانے کی خاطر جہاں میدان کارزار میں اپنی جانوں کا نذانہ پیش کیا وہاں عقائد اسلامیہ کے تحفظ کے لیے دینی جامعات کی داغ بیل ڈالی۔ چنانچہ حکیم آفتاب حسن قریشی لکھتے ہیں 1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے باوجود جہاد کا سلسلہ جاری رہا انگریزوں نے انبالہ اور پٹنہ میں مجاہدین پر مقدمات چلا کر انہیں قید وبند کی سزائیں دیں۔

اس کے علاوہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم تحریک چلائی اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے عیسائی مشنریوں کی پشت پناہی کی۔ اس وقت یہ علماء ہی تھے جو اسلام کے تحفظ اور احیا کے لیے میدان عمل میں اترے۔ انہوں نے مختلف جگہوں پر دینی مدارس قائم کیے اور نوجوانوں کو دین کی تعلیم دینے لگے۔ ان مدارس میں سے دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ دار العلوم سہارنپور خاص طور پر مشہور ہیں۔ طرابلس اور بلقان کی جنگوں میں علماء اور مشائخ نے مسلمانوں کی رہنمائی اور ترکوں کی مدد کے لیے چندہ جمع کیا۔

تحریک خلافت آغاز ہوا تو علماء اور مشائخ بڑی بہادری سے برطانوی حکومت کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ تحریک خلافت نے برصغیر میں برطانوی حکومت کی بنیادیں ہلادیں۔

(مطالعہ پاکستان بی۔اے (لازمی) علامہ اقبال یونیورسٹی پاکستان صفحہ 305)

تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان کے نام سے آزادی کی جس کونپل نے غلامی کی سنگلاخ زمین کا سینہ چیرا، اس کی آبیاری علماء حق کے خون اور پسینے سے ہوئی ہے۔ "تعمیر پاکستان اور علماء ربانی" میں منشی عبدالرحمن صاحب لکھتے ہیں": سیرت اشرف کی تالیف کے دوران یہ راز کھلا کہ پاکستان کا ابتدائی تخیل علامہ اقبال کا نہیں تھا بلکہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا تھا۔ اس کی خبر جب ارباب علم وذوق کو ہوئی تو انہوں نے اصرار کیا کہ اس تاریخی راز کو سیرت کی اشاعت تک پردہ خفا میں نہیں رہنا چاہیے اسے الگ رسالہ کی صورت میں میں شائع کر دیا جائے تاکہ ایک تاریخی غلط فہمی جلد دور ہو جائے مگر حضرت تھانوی کے بعض خلفاء نے نہایت نیک نیتی کے ساتھ اس تقاضا کی مخالفت کی کہ اس انکشاف کی اشاعت سے علامہ اقبال کے عقیدت مندوں کو روحانی صدمہ پہنچے گا۔"

ایک طرف آزادی وطن کی خاطر علماء حق دار ورسن پر جھول رہے تھے تو دوسری طرف اسلام کی نظریاتی سرحدات پر بھی پہرے دار بنے رہے اور مذاہب عالم میں اسلام کی ہمہ جہت اور عالم گیریت کا لوہا منوایا۔ ہمیں آزادی تو مل گئی مگر افسوس کہ ہم اس "آزادی" کو "پابندی شریعت" کا مقابل تصور کر بیٹھے جن کی شبانہ روز کاوشوں کی بدولت ہمیں "حریت" نصیب ہوئی ہم ان کا تمسخر اڑانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ جس نعرہ مستانہ .....پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ..... کی برکت سے پاکستان جیسی عظیم آزاد ریاست نصیب ہوئی بدقسمتی سے اس میں کلمہ طیبہ کا نفاذ نہ ہو سکا۔ نفاذ تو درکجا اس کلمہ کے ماننے والوں کو شدید اذیتوں سے دوچار کیا جارہا ہے۔ کیا آپ اس معمار کی دل شکستگی کا ادراک کر سکتے ہیں جس نے

شب وروز ایک کر کے خوبصورت محل تعمیر کیا ہو، اب اس کے بالاخانے پر کھڑے ہو کر کوئی شخص اس معمار اور اس کی محنت اور کاری گری کا مذاق اڑائے تو کیا گزرے گی اس کے دل پر؟

اچھی طرح یاد رکھیں علماء دیوبند اس محل پاکستان کے معمار ہیں۔ سب سے زیادہ اس ملک کے لیے قربانی ہم نے دی۔ آخر کار سرکاری سطح پر سب سے پہلے علماء دیوبند کے عظیم سپوت علامہ شبیر احمد عثمانی نے مغربی پاکستان کراچی میں سبز ہلالی پرچم لہرایا اور مشرقی پاکستان میں علامہ ظفر احمد عثمانی دیوبندی نے پرچم کشائی کر کے مسلمانان برصغیر کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کیا۔ اللہ ہم سب کو وطن سے محبت نصیب فرمائے کیونکہ وطن کی محبت ایمان ہے۔

والسلام: محمد الیاس گھمن

مرکز اہل السنت، سرگودھا

فیصلہ

ایک دفعہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے مابین جھگڑا پیدا ہو گیا۔ ہر گروہ اپنے امام کی فضیلت کا دعویدار تھا۔ حضرت امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اصحاب شافعی سے فرمایا: پہلے تم اپنے امام کے اساتذہ گنو۔ جب گنے گئے تو 80 تھے۔ پھر انہوں نے احناف سے فرمایا: اب تم اپنے امام کے اساتذہ گنو جب انہوں نے شمار کئے تو معلوم ہوا وہ چار ہزار تھے۔ اس طرح اساتذہ کے عدد نے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔ آپ فقہ اور حدیث دونوں میدانوں میں امام الائمہ تھے۔

(ساجدہ نذیر، فیروزوٹواں)

قصہ ایک "سادی" کا

اہلیہ مولانا عابد جمشید

بس موٹروے پر رواں دواں تھی اور میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ کتنے دن رات اس انتظار میں گذارے تھے کہ کب 26 جنوری آئے اور ہم لاہور کے ہنگاموں سے بہت دور چک نمبر 87 جنوبی جا پہنچیں جہاں چہار اطراف سے باغات میں گھرا وہ علمی مرکز واقع ہے جس کی ضیاء پاشی سے ایک عالم منور ہے۔ قریبا دو ہفتے قبل جناب شوہر نامدار صاحب نے یہ خبر پہنچائی تھی کہ 27 جنوری، جمعہ المبارک کے روز بھائی جان کی بیٹی کی شادی ہے۔

سنتے ہی بے اختیار دل سے دعا نکلی کہ کاش ہمیں بھی اس میں شرکت کی دعوت ملے۔ "حضرت پیرو مرشد نے ہمیں بھی شادی میں بلایا ہے۔" انہوں نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اللہ اللہ دعا اتنی جلدی قبول ہوگئی!۔ "مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ تم لوگ ایک دن پہلے آجانا" سونے پر سہاگہ!

میں دوسری مرتبہ سرگودھا جارہی تھی، قریبا چار ماہ قبل ہم اپنی شادی کی دعوت تناول فرمانے سرگودھا گئے تھے تب سے 'ایک بار دیکھا ہزار بار دیکھنے کی تمنا ہے' والا معاملہ چل رہا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ اس مبارک گھر میں بار بار آنے اور رہنے کا موقع ملے کہ اس پر فتن دور میں جنہوں نے قرون اولی کی یادوں کو تازہ کر دیا ہے۔ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی کی فرشتہ صفت بیویاں، ان کی آپس میں بے مثل محبت، ایثار اور اطاعت کا جو مظاہرہ دیکھنے کو ملا تھا وہ اس سے پہلے صرف کتابوں میں پڑھا تھا۔ اس دوسرے سفر میں کامل یقین تھا کہ مولانا کی صاحبزادی کی شادی پر بھی یقینا یقینا بہت سی مٹی ہوئی سنتوں کی حیات نو کا منظر نصیب ہوگا۔

شوہر نامدار کی صحبت میں انہی دلفریب خیالوں میں مگن سفر کا پتہ ہی نہ چلا کہ کب اور کیسے کٹ گیا۔ بس سے اتر کر گھر میں داخل ہوئی تو بے اختیار ادھر ادھر نظر گھما کر دیکھا

'مہندی کی رسم کہاں ہو رہی ہے ؟لوازمات تو کہیں دکھائی نہیں دے رہے اور نہ ہی آثار نظر آتے ہیں' دل میں بے اختیار سوال پیدا ہوا۔ سچ مانئے شادی بیاہ کے موقعوں پر بڑے بڑے نام نہاد دین داروں کو ان رسومات کے چنگل میں پھنسا دیکھا ہے لیکن اس گھرانے کا انتخاب ہی خالص دین کی تعلیم دینے اور اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے ہوا ہے سو اس فضول رسم کا تذکرہ بھی کسی کی زبان سے نہیں سنا۔

گھر میں ایک چہل پہل تھی۔ مولانا کی دونوں بیویاں مہمانوں کو خوش آمدید کہنے اور ان کی خاطر مدارت میں مصروف تھیں۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مولانا خبیب صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی ان کا ہاتھ بٹا رہی تھیں۔ خاندان کی بڑی بوڑھیوں کی نصیحتیں، بچوں کا شور، لڑکیوں کے باہمی مذاق، سب اتنا اچھا لگ رہا تھا۔ انہی دلچسپ سرگرمیوں میں رات کا کافی حصہ بیت گیا۔

صبح اٹھے ناشہ سے فراغت کے بعد پھر وہی رات والی چہل پہل شروع ہو گئی۔ سب نے خوب اچھے کپڑے پہنے، چھوٹی چھوٹی بچیوں میں سے ہر ایک پر دلہن کا گمان ہوتا تھا۔ اس موقع پر مجھے حضرت الشاہ حکیم محمد الشاہ اختر دامت برکاتہم کا ایک جملہ یاد آگیا جو میں نے حضرت کے مواعظ میں کسی جگہ پڑھا تھا کہ اپنے نفس کو جائز خوشیاں اتنی زیادہ دو کہ حرام کا خیال بھی نفس میں نہ آنے پائے۔

شوہر نامدار مجھے بتا رہے تھے کہ اتحاد اہلسنت کے امیر مولانا منیر احمد منور نکاح پڑھائیں گے۔ نماز جمعہ کے بعد تقریباً 02:52 پر مجھے ان کا SMS ملا کہ مبارک ہو نکاح ہو گیا ہے۔ نکاح مسنون کی تقریب بھی فرمان نبوی کے عین مطابق مسجد میں منعقد ہوئی۔ مولانا کے داماد بننے کا شرف بھائی ابو بکر کو حاصل ہوا ہے۔ بھائی ابو بکر صاحب ماشاء اللہ عالم دین ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی خاطر وقف کر رکھی ہے۔ موصوف سے ہماری ایک اور نسبت بھی ہے، ہمارے شوہر نامدار اور بھائی ابو بکر صاحب 2005 میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورہ

حدیث شریف کی کلاس میں ہم سبق رہے ہیں۔ اللہ تعالی ان دینی نسبتوں میں مزید برکتیں عطا فرمائیں اور ہم سب کو جنت میں بھی اکٹھا کر دیں۔

تین بجے کے قریب معلوم ہوا کہ بارات آ گئی ہے۔ بارات کے نام سے چونکئے مت، صرف خاندان کے چند افراد ہمراہ تھے۔ میں موبائل SMS کے ذریعے شوہر نامدار سے باہر کی لمحہ بالمحہ رپورٹ لے رہی تھی۔ معزز مہمانوں کے اکرام کے بعد چار بجے کے قریب رخصتی کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ 'ارے دودھ پلائی کی رسم! دلہا اور اس کے دوست گھر میں نہیں آئیں گے کیا؟' دل میں ایک اور سوال پیدا ہوا پھر فوراہی ان پر ندامت بھی ہوئی۔ بے پردگی، مرد و زن کے اختلاط اور بہت سے برائیوں اور گناہوں کے مجموعہ دودھ پلائی کی قبیح رسم کا یہاں نشان بھی نہ تھا۔

'جہیز! یہ تو ناممکن ہے کہ اس دور میں جہیز کے بغیر لڑکی بابل کی دہلیز پار کر سکے' میں متجسسانہ انداز میں چاروں طرف دیکھ رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا۔ 'بھلے ٹرک بھر کر نہ سہی، کچھ سامان تو ماں باپ نے دیا ہی ہو گا۔ لڑکے والوں نے مطالبہ بھی لازما کیا ہو گا کہ جی فلاں فلاں سامان تو ضرور دینا ہو گا۔ لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ نہ بھی ہو تا تو آخر برادری میں اپنی ناک بچانے کے لیے مولانا صاحب اپنی صاحبزادی کو کچھ نہ کچھ سامان تو ضرور دیں گے' لیکن کیا بتلائیں جی! ہمارا یہ خیال بھی صدا بصحرا ثابت ہوا۔ تبھی مجھے مذاق سوجھا، میں نے شوہر نامدار کو میسج کیا "ذرا ہاتھ لگا کر دیکھئے گا پیر و مرشد کی ناک باقی ہے؟ کوئی رسم نہیں کی، اتنی سادگی سے شادی کا فریضہ سر انجام پایا، جہیز بھی نہیں دیا، ذرا قریب سے دیکھ کر بتایئے گا۔" ادھر سے ہنستا مسکراتا جواب آیا "ناک کٹی تو ہے لیکن.....ہمارے دشمن.....شیطان کی۔"

یقین مانئے، آیت قرآنی لایخافون لومۃ لائم (وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے) کی عملی تفسیر آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ قصہ مختصر، نماز عصر

کے قریب بخیر وعافیت رخصتی سرانجام پائی۔ اگلے روز دعوت ولیمہ میں شرکت کے بعد واپس روانہ ہوئے اور رات گئے لاہور پہنچے۔ سچی بات ہے کہ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ مروجہ رسوم وخرافات سے پاک "سادی" دیکھی۔ اس سعادت مند گھرانے میں گزارے ہوئے دن میری زندگی کے یادگار ایام ہیں۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کی حفاظت فرمائیں، ان کا علمی وروحانی فیض چار دانگ عالم میں عام ہو اور ہم جیسے گناہگاروں کو ان پاکباز ہستیوں کی برکت سے نیکی اور سعادت کی راہوں کا راہرو بننے کی توفیق عطا ہو۔

احب الصالحین ولست منهم

لعل الله یرزقنی صلاحا

ایک مخنّث کے سوالات کے جوابات

خلیفۂ وقت کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مخنث نے سوال کیا کہ تمام دنیا کی مردم شماری کتنی ہے؟

فرمایا کہ جتنے آسمان میں ستارے، اگر اتنے نہ ہوں تو شمار کرلے۔

دوسرا سوال کیا کہ زمین کا بیچ کہاں ہے؟

فرمایا کہ جہاں تو بیٹھا ہے، یقین نہ ہو تو ناپ لے،

تیسرا سوال کیا کہ چار پائے زیادہ ہیں یا دو پائے؟

فرمایا کہ چار پائے زیادہ ہیں، یقین نہ آئے تو گن کے دیکھ لے،

چوتھا سوال کیا کہ نر زیادہ ہیں یا مادہ؟

فرمایا کہ پہلے تو بتا تو کن میں سے ہے؟ اس پر وہ نادم ہوکر خاموش ہوا۔

(انتخاب: عائشہ جمشید)

جنوب ان کا شمال ان کا

مولانا مقصود احمد حنفی

میرے نبی پر فدا ہے دنیا، بڑا تھا حسن و جمال ان کا
میرے تخیل کی کیا رسائی جہاں ہے پہنچا خیال ان کا
ذکر ہے ان کا ہر آسماں میں سکہ ہے ان کا رواں جہاں میں
ان ہی کا صدقہ ملا ہے ایماں، یہ سارا سمجھو کمال ان کا
ہے روضہ خلدِ بریں کا ٹکڑا، ہیں زندہ جس میں حضورِ انور
تھا اس کو حضرت عمر نے سمجھا، ہوا ہے جس دن وِصال ان کا
وہ ہو گا جنت میں ساتھ ان کے پڑھے گا جو بھی درود ان پر
بھلایا سارا جہاں ہے جس نے لیا ہے دامن سنبھال ان کا
جو دینِ گلشن میں آئی بہاریں صحابہ ان کی بنے ہیں زینت
چمن میں جس کی اذانیں گونجیں، تھا اس میں بلبل بلال ان کا
یہ گھمن ان ہی کا ہے دیوانہ ہیں اس میں کیونکہ ادائیں ان کی
دی دینِ دشمن کو ماریں ایسی سنبھلنا اب ہے محال ان کا
تو پڑھ لے مقصود درود ان پر ان ہی کی خاطر سجی ہے دنیا
ان ہی کا مشرق ان ہی کا مغرب، جنوب ان کا شمال ان کا

میک اپ اور زہریلے کیمیکل

اہلیہ محمد کلیم اللہ، لیہ

تہذیبِ مغرب کی کون سی کل سیدھی ہے؟ یہ کہانی پھر سہی۔ البتہ تہذیبِ عصیاں کے پروردہ، حسنِ عریاں کی کشش و دیدہ زیبی کے لیے انسانی جانوں کو داؤ پر لگائے کیا کیا جتن کر رہے ہیں۔ یہ حقیقت اب خفیہ نہیں رہی۔ حسنِ فانی کو بقائے دوام بخشنے کی خوش فہمی، پوری دنیا بالخصوص یورپ، امریکہ کو سالانہ اربوں ڈالر خرچ کرنے پر مجبور کرتی ہے لیکن افسوس! ہزاروں خواہشوں کی طرح یہ خواہش بھی دم نکال دیتی ہے۔ زندہ رہتی ہے تو صرف کاسمیٹک انڈسٹری، جس کے زہریلے کیمیائی مادوں پر مشتمل سامانِ آرائش (میک اپ) بالاخر وجودِ زن کے رنگ میں بھنگ ڈال دیتے ہیں۔ پھر نہ بام پر آنے سے موسمِ گُل آتا ہے، نہ رنگِ پیرہن بھاتا ہے اور نہ ہی زلف لہرانے سے خوشبو آتی ہے۔ لیکن گلشن (انڈسٹری) کا کاروبار چلتا رہتا ہے۔ خیر یہ تو تذکرہ تھا تہذیبِ غریقِ عصیاں کا۔ بقولِ شاعرِ مشرق

تمہاری تہذیب آپ اپنے خنجر سے خودکشی کرے گی
کہ شاخِ نازک پہ جو بنے گا آشیانہ، ناپائیدار ہو گا

اللہ علامہ اقبال کا اقبال مزید بلند کرے؛ آمین، وہ اس دور میں ہوتے تو دُخترانِ اسلام کو رنگِ مغرب میں رنگا دیکھ کر صدمے سے گُنگ ہو جاتے۔ لکیر کے فقیروں کی، مغرب کی اندھی تقلید نے اب یہ حال کر دیا ہے کہ

نئی تہذیب کی بے رخ ہواؤں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیئے

اس سے پہلے کہ خوگرِ حمد کا تھوڑا سا گلہ قارئین کا گلا پکڑ لے، آمدم برسرِ مطلب، اگر میں دعویٰ کروں کہ دنیا میں کوئی عورت ایسی نہیں جو خوبصورت نظر نہ آنا چاہتی ہو تو شاید اس

روزِ روشن کو جھٹلانے کی پاداش میں مجھے خاتون ہونے کے باوجود بالا تفاقِ نسواں، تختہ دار پر پہنچادیا جائے۔ لیکن اگر میں دعویٰ کروں کہ دنیا کی کوئی خاتون ایسی نہیں جو خوبصورتی کے لئے کاسمیٹک استعمال کرتی ہو تو شاید بچ جاؤں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا کہ آپ کے زیرِ استعمال کاسمیٹک مثلاً: شیمپو، کنڈیشنرز، مسکارا، سن اسکرین و موائسچرائزر لوشن اور لپ اسٹک وغیرہ میں کتنے خطرناک و جان لیوا، زہریلے کیمیائی مادے شامل ہیں؟ نہیں تو دل تھام لیں کہ گھر کا بھیدی، لنکا ڈھانے چلا ہے۔ (میں نہیں، کتاب "No more Dirty looks" کے مصنفین) نے کاسمیٹک انڈسٹری پر تحقیق کے بعد بتایا ہے کہ ہمارے روزمرہ کے زیرِ استعمال درج ذیل اشیاء میں کتنے خطرناک کیمیکلز شامل ہیں اور ان کا متبادل کیا ہے۔

بال (زلفیں):

بہت سے شیمپو اور کنڈیشنرز سلفیٹ (Sulfates) اور پیرابین (Parabens) نامی کیمیائی مادے پر مشتمل ہوتے ہیں جو ہارمونز کو متاثر کرنے کی انتہائی صلاحیت رکھتے ہیں۔

متبادل: روائتی نباتاتی مرکبات مثلاً: آملہ، ریٹھا، سکاکائی وغیرہ بہترین شیمپو و کنڈیشنرز ہیں۔

آنکھیں:

چشمِ آہو کے لئے جانے کیا کیا، کیا جاتا ہے۔ پلکوں کی جھالر نمایاں کرنے کے لئے مسکارا ایک عام چیز ہے۔ جو مرکری (پارہ) اور کول تار (ڈامر) پر مشتمل ہوتا ہے۔ اول الذکر دماغی ہارمونز کو ڈسٹرب کرنے اور ثانی الذکر سرطان (کینسر) پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ آئی شیڈ Eye ۔ Shade کے لئے استعمال ہونے والا کیمیکل ڈائی اوگسین (Dioxane) کا تعلق کینسر سے ہے۔

متبادل: روائتی کاجل بہترین متبادل ہے۔

جلد:(Skin)

زیادہ تر مشہورِ زمانہ موائسچرائزر لوشن میں پیرابینز(Para bens)نامی کیمیائی مادہ لازمی شامل ہوتا ہے۔ جبکہ بہت سے دھوپ بچاؤ لوشن (Sunscreenes) میں اوکسی بینزوئن (Oxybenzone) لازمی جزو ہوتا ہے۔ یہ دونوں جسمانی ہارمونز میں خلل اندازی کا سبب بنتے ہیں۔

متبادل: خالص زیتون کا تیل بہترین قدرتی لوشن ہے۔

ہونٹ: (Lips)

گلابی ہونٹ، خوبصورتی کا معیار ہیں۔ شاید اسی لیے شاعر کو کہنا پڑا

ناز کے اُن لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

لیکن ٹھہریے! ہو سکتا ہے کے آپ کی پسندیدہ لپ اسٹک، سیسہ (Lead) اور BHAنامی زہریلے کیمیکل پر مشتمل ہو جو کہ طاقتور کینسر پیدا کرنے والے مادے ہیں۔

متبادل:

نامیاتی اور روائتی طریقے: حقائق ملاحظہ فرمائے آپ نے؟ کیا سوچ رہی ہیں؟ جی چاہ رہا ہے مزید انکشاف کروں مگر لگتا ہے کہ آپ کا موڈ آف ہو گیا ہے۔ سوری! ہمارا ارادہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ خطا، در خطا، در خطا ہو گئی۔

آخر میں ان بہنوں سے معذرت جن کے لئے یہ نوائے صریر سمع خراشی کا باعث ہوئی۔ بس اس شعر کے ساتھ اجازت:

حسنِ صورت چند روزہ، حسنِ سیرت مستقل
اُس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں، اس سے دل

میری بہنوں کو کیا ہو گیا؟

مولانا عابد جمشید

اخبارات میرے سامنے ہیں، آنکھوں پر یقین نہیں آرہا۔ میرے اللہ! کیا یہ خبر واقعی درست ہے؟ کاش میں حالت بیداری میں نہ ہوتا، یہ سب کسی بھیانک خواب کا ایک حصہ ہوتا، میں نیند سے بیدار ہو کر تعوذ پڑھتا اور کروٹ بدل کر سو جاتا۔ کاش! اے کاش! یہ خبر مملکت خداداد پاکستان کے شہر لاہور کی نہ ہوتی، یہ سب یورپ امریکہ یا کسی غیر مسلم ملک میں ہوا ہوتا۔

لاہور تو میرے اکابر کا مسکن و مدفن ہے، مولانا احمد علی لاہوری برسوں درس قرآن کے ذریعے اس سرزمین کے باسیوں کے مردہ دلوں کو حیات نو کا پیغام دیتے رہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گھن گرج سے فرنگی سامراج کے ایوان لرزتے اسی شہر کی مٹی نے محسوس کیے تھے۔ ایک طویل فہرست ہے کس کس کا نام لیا جائے؟ یہ بابرکت سرزمین تو جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ، دارالعلوم اسلامیہ، خانقاہ سید احمد شہید، خانقاہ اشرفیہ اختریہ، جامعہ منظور الاسلامیہ اور بے شمار علمی و روحانی مراکز کی میزبانی پر فخر کرتی ہے۔ اسی شہر میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی، پھر یہ سب کیا ہے؟ کاش! یہ خبر درست نہ ہوتی لیکن...ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

معاف کیجئے کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پا رہا، آپ سنیں گی تو آپ کو بھی یقین نہیں آئے گا۔ خبر کیا ہے ایک ہتھوڑا ہے جو مسلسل اعصاب پر ضربیں لگائے جا رہا ہے، ایک دھماکہ ہے کہ اس نے اس شہر کے بارے میں میرے تصوراتی خاکہ کی عظیم عمارت کو پلک جھپکتے میں زمین بوس کر دیا ہے..... آپ بھی سن لیجئے۔

"الحمراہال میں لڑکیوں کے لیے منعقدہ موسیقی کے کنسرٹ کے اختتام پر بھگدڑ، کئی لڑکیاں کچل کر ہلاک، درجنوں زخمی۔ کنسرٹ میں تین ہزار کے قریب لڑکیاں موجود تھیں

جن کی اکثریت پنجاب گروپ آف کالجز سے تعلق رکھتی تھی۔ 'بھگدڑ لڑکوں کی وجہ سے شروع ہوئی جنہوں نے پروگرام کے اختتام پر لڑکیوں سے نازیبا حرکات شروع کر دیں' زخمی طالبات کا الزام"

میرے اللہ! میں کیا کروں؟ یہ سب میری دینی بہنیں بیٹیاں تھیں جو اس جہنم کی سوداگری میں شریک ہونے آئی تھیں۔ میں ان کو کیسے سمجھاؤں کہ موسیقی روح کی غذا نہیں، جہنم کی آگ ہے۔ میں کیسے ان تک یہ پیغام پہنچاؤں کہ روضہ اقدس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جب یہ خبر پہنچی ہو گی کہ آپ کی امت کی بیٹیوں نے اس منحوس محفل میں شرکت کی جو شیطان کو خوش کرنے کے لیے برپا کی گئی تھی تو پیارے آقا کے دل پر کیا گزری ہو گی؟ وہ آقا جس نے ان بیٹیوں کو... زندہ درگور کر دی جانے والی ان معصوم پریوں کو... عزت دی، وقار عطا کیا، ان کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی اور ان کی تربیت پر جنت میں اپنا ساتھ اور قرب عطا ہونے کی نوید سنائی۔

یا میں اپنا دکھڑا گرلز کالجز کی اساتذہ وانتظامیہ کے سامنے روؤں کہ قوم کی یہ بیٹیاں آپ کی زیر نگرانی تعلیم تہذیب سیکھنے کے لیے آتی تھیں اور آپ نے انہیں اس جہنم میں لا چھوڑا۔ یہ لڑکیاں آپ کی رعایا ہیں اور قیامت کے روز آپ سے ان کے بارے میں پوچھ ہو گی۔ یا میں نم آنکھوں کے ساتھ ان بیٹیوں کے والدین کے پاس جاؤں ان سے یہ سوال کروں کہ آپ کے اسی شہر میں مدفون مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے بھلا لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں کیا اصول دیا تھا؟

عصمتیں علم پر مقدم ہیں
آج بہتر ہے بیٹیاں نہ پڑھیں

اور علامہ اقبال کے استاد، معروف عوامی شاعر اکبر الہ آبادی نے بھلا لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں

کیا آپ کے اس شہر میں اقراء گرلز کالج، اقراء روضۃ الاطفال، الصبغہ سکول، اشرفیہ گرلز کالج جیسے باپردہ، دینی حمیت سے سرشار اور معیاری عصری تعلیم دینے والے ادارے ختم ہوگئے تھے کہ آپ نے اپنی معصوم بیٹیوں کو ان جہنم زاروں میں بھیجا جہاں پردہ، ناموس، دینی اقدار اور معاشرتی روایات کو فرسودہ اور دقیانوسی قرارد دینے کی شعوری کاوشیں ہوتی ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ کہ آپ نے یہ اہتمام بھی نہ کیا کہ اپنی بچیوں کی غیر نصابی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور یہ جن پروگراموں میں شریک ہوتی ہیں ان کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں کہ وہاں کیا ہونے جارہا ہے۔ یہ صرف آپ کی بیٹیاں نہیں یہ قوم کی ناموس بھی ہیں اور آنے والی نسلوں کی تمام تر ذمہ داری بھی ان پر عائد ہونے والی ہے۔ خدارا خدارا ہوش کیجئے! آنکھیں بند کرلینے سے حادثہ رکا نہیں کرتا اور کانوں میں انگلیاں ڈال لینے سے دھماکے کے نقصان سے ہرگز مفر ممکن نہیں۔

ذرا تصور کیجئے کہ کچل کر ہلاک ہونے والی طالبات کی روح کیسے نکلی ہوگی؟ کس منہ سے وہ کل قیامت کے روز دربار الٰہی اور حوض کوثر پر حاضر ہوپائیں گی؟ دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ تین گھنٹے کی شیطانی راگ رنگ کی محفل میں کیا کچھ نہیں ہوا ہوگا؟ ان مرنے والی بچیوں نے کیسے جھوم جھوم کر شیطانی کارندوں کے گانوں پر داد دی ہوگی اور پروگرام کے اختتام پر چند بدباطن نوجوانوں کی وجہ سے جو بھگدڑ مچی اور اس کے نتیجے میں ان بچیوں کو اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونے پڑے..... معلوم نہیں توبہ کی مہلت بھی ملی ہوگی یا نہیں۔

یہ دنیا ایک کھیت ہے یہاں جو بوئیں گے وہی فصل قبر اور حشر میں اپنے ہاتھوں سے کاٹنا ہوگی۔ خود بھی سنبھل جایئے اور دوسروں کی بھی فکر کیجئے خصوصا اپنے بچوں، ماتحتوں اور تعلق والوں کی۔ کائنات کے خالق نے اعلان کردیا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس و الحجارۃ

"اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچالو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔"

آپ کو معلوم ہے کہ دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقے میں کون لوگ ہوں گے؟ منافقین! اللہ تعالی مجھے اور آپ کو نفاق کے مرض سے محفوظ رکھیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع

"موسیقی سے دل میں نفاق یوں جنم لیتا ہے جیسے پانی ملنے سے کھیتی اگتی ہے۔"

موت کا جھٹکا بہت شدید ہے، ابھی مہلت ہے توبہ کر لیجئے۔ یا اللہ ہم تیرے دربار میں سچی توبہ کرتے ہیں تو ہمیں اس پر ثابت قدم رکھنا۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اوپر سے بھی اوپر ہیں

امام محمد کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ: انتقال کیسے ہوا؟ فرمایا کہ کتاب المکاتب کا ایک مسئلہ سوچ رہا تھا اسی دوران جان نکل گئی۔ پوچھا وہاں کیا گذری؟ تو فرمایا کہ: کہا گیا اے محمد! اگر تمہیں عذاب دینا ہوتا تو اپنا علم تمہارے سینے میں نہ رکھتے۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہاں ہیں؟ فرمایا کہ: وہ اور اوپر ہیں پھر پوچھا کہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہاں ہیں؟ تو فرمایا کہ وہ تو اوپر سے بھی اوپر ہیں۔

(شازیہ پروین، بالاکوٹ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذائیں

سعدیہ خان، مانسہرہ

سرکہ اور جو کی روٹی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرکہ اور جو کی روٹی بہت پسند تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان دونوں کا استعمال فرماتے۔ گوشت کدو اور جو کی روٹی کو پسند فرماتے اور بڑی رغبت سے تناول فرماتے۔

زیتون اور اس کا تیل:

حضرت ابو رشید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم زیتون کا پھل کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو کیونکہ یہ بابرکت درخت ہے۔

ثرید:

ثرید اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو شوربے یا پتلی دال میں بھگو کر تیار کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین کھانا ثرید تھا۔

کدو:

کدو ایک سبزی ہے جو ذائقہ میں لذیذ اور تاثیر میں زود ہضم، صحت بخش اور دماغی صلاحیتوں کو بڑھانے والا ہے۔ کدو مفرح قلب، جگر اور اعصاب کے لیے مفید سبزی ہے۔ کدو ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا۔ پسندیدگی کا یہ عالم تھا کہ گوشت اور کدو کے سالن سے کدو کے قتلے اٹھا اٹھا کر پہلے کھاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ ایک درزی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بلایا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ صاحب خانہ نے جو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا۔ شوربہ میں کدو گوشت تھا۔ پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر نکالتے تھے۔ اس دن سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔

شہد:

شہد کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ بہت سے امراض میں مفید ہے۔ اور اس کا استعمال جسم کو امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ تمام تر کاوشوں کے باوجود اب تک شہد کا متبادل تلاش نہیں کیا جاسکا۔ شہد کی ایک خوبی اس کے رس کا جلد اثر کرنا اور قدرتی انٹی بایوٹک (Anti Biotic) ہونا ہے۔ یہ حلق سے نیچے اترتے ہی خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ نوزائیدہ بچے سے لے کر جاں بلب مریض تک سب کے لئے غذا اور دوا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت پسند تھا۔ اور اس کا بہت استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہد پسند فرماتے تھے۔ شہد کی شفا بخشی کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے اور اسے موت کے علاوہ ہر مرض کا علاج قرار دیا گیا ہے۔

دودھ:

دودھ حضرت انسان کے لیے ایک مکمل غذا ہے اور اس سے بہتر غذا شاید ہی ہو۔ دودھ میں جسم کی ضرورت کے مطابق تمام اجزا موجود ہیں جن سے جسم صحت مند رہ سکتا ہے اور اس کی نشوونما صحیح ہو سکتی ہے۔ جن علاقوں کے لوگ دودھ استعمال کرتے ہیں ان کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں۔ اللہ کے فرستادہ پیغمبروں کی یہ پسندیدہ غذا رہی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بہت پسند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر گائے اور بکری کا دودھ استعمال فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : کوئی چیز ایسی نہیں جو طعام اور مشروب دونوں کا کام دیتی ہو،

سوائے دودھ کے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ گائے کے دودھ کو اپنے لئے لازم قرار دے دو، کیونکہ یہ شفابخش ہے اور اس کا گھی دوا ہے۔

کھجور:

کھجور ایک مقوی غذا ہے۔ سب پھلوں میں سے زیادہ توانائی بخش ہے۔ جسم انسانی کو جس قدر حیاتین کی ضرورت ہوتی ہے اسی قدر کھجور میں ہے۔ کھجور جسم کو فربہ کرتی ہے۔ صالح خون پیدا کرتی ہے۔ سینہ اور پھیپھڑوں کو قوت بخشنے کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ کھجور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوب غذا رہی ہے۔ قرآن مجید میں بھی کھجور کا ذکر آیا ہے۔ کھجور کی ایک قسم عجوہ ہے جو مدینہ منورہ میں ہوتی ہے۔ یہ امراض قلب میں مفید ہے۔ عجوہ کھجور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص روزانہ صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیا کرے اسے اس دن زہر اور جادو سے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: عجوہ جنت کا پھل ہے۔ اس میں زہر سے شفا دینے کی تاثیر ہے۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکھن اور کھجوریں پیش کیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند فرماتے تھے۔

گوشت:

گوشت جسم انسانی کی صحت و توانائی کے لئے بہت مفید قرار دیا جاتا ہے۔ اس میں جسم کی طاقت و توانائی کے لئے اہم اجزا ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حلال جانوروں کا گوشت بہت شوق سے کھاتے تھے۔ بلکہ گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوب

غذا تھی۔ مرغ کا گوشت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے۔ حضرت ابو الدرداء سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا و جنت دونوں جگہ سب کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گوشت دنیا و آخرت میں بہترین سالن ہے اور گوشت تمام کھانوں کا سردار ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی شخص کے ہاں کھانے پر گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکرے کا بازو بھوننے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کاٹ کاٹ کر مجھے دینے لگے۔

دعا

اسماعیل بن حمادروایت کرتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے دادا نعمان ایک مرتبہ امیرالمؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں "فالودہ" لے کر گئے جس کو آپ نے بے حدپسند فرمایا۔جب آپ کے والد ثابت رحمۃ اللہ علیہ پیداہوئے توآپ کے دادانعمان ان کوحضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے توحضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں دعاء فرمائی۔اسماعیل بن حماد کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ دعا(امام اعظم کی صورت میں)قبول فرمائی ہے"۔

(شازیہ،نادر،ارسلان،لاہور)

سب سے بڑا ضامن

ام عمارہ، سرگودھا

رئیس المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکتہ الآرا تالیف صحیح بخاری میں ایک دلچسپ روایت نقل کی ہے کہ محمد ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی اپنے دوست کے پاس گیا اور اس سے ایک ہزار دینار قرض مانگا۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے گواہ لے آؤ دے دیتا ہوں۔ ادھار مانگنے والے نے کہا، "کفی باللہ شھیدا، اللہ کی گواہی کافی ہے۔" دینے والے نے کہا "کوئی ضامن لاؤ۔" اس نے کہا، "کفی باللہ وکیلا، اللہ کی ضمانت کافی ہے۔" رقم دینے والے نے کہا "آپ نے سچ کہا۔" دونوں میں معاملہ طے ہو گیا۔ اور واپسی کا یقین وعدہ دے کر وہ شخص سمندر پار چلا گیا۔ مدت پوری ہونے کے بعد مقروض شخص وہ رقم لے کر واپس کرنے کی غرض سے ساحل پر پہنچا تو کوئی سفینہ نہ ملا۔ بالآخر ایک درخت کا تنا لے کر اس میں سوراخ کیا اور رقم کے ساتھ ہی ایک خط لکھ کر اس میں ڈال کر وہ سوراخ بند کر دیا اور سمندر میں یہ کہتے ہوئے بہا دیا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ یہ رقم میں نے تجھے گواہ اور ضامن ٹھہرا کر قرض لی تھی آج میری پوری کوشش کے باوجود سواری نہ ملنے کی وجہ سے میں یہ تیرے سپرد کرتا ہوں تو ہی اسے واپس لوٹا۔ یہ لکڑی پانی میں بہا کر وہ شخص واپس لوٹ آیا۔ ادھر دوسرا دوست اپنے قریبی ساحل پر اس کے آنے اور رقم وصول کرنے کی غرض سے آپہنچا تھا۔ وہ انتظار کے بعد واپس جانے لگا تو درخت کا ایک تنا تیرتا ہوا دیکھا۔ سوچا چلو یہی گھر لے جاؤ جلانے کے کام تو آئے گا۔ گھر جا کر لکڑی کو پھاڑا تو اس میں سے ہزار دینار اور خط نکل آیا جس میں تحریر تھا کہ وقت مقررہ پر ساحل سمندر پر آپ کا مال واپس کرنے آیا تھا۔ لیکن سواری نہ ملنے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ پھر اگلے روز ایک ہزار دینار مزید لے کر اپنے دوست کے گھر پہنچا "یہ لو رقم کل یہ مجبوری ہوئی تھی۔" اس نے پوچھا "کیا پہلے آپ نے کچھ مجھے بھیجا ہے؟" اس نے ساری بات بتا دی تو صاحب مال نے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کی امانت مجھ تک باسلامت پہنچا دی تھی یہ دوسری رقم آپ لے جائیں، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو"۔

بچوں کے لئے کچھ طبی مشورے

ثمینہ خاور، جھنگ سٹی

1. ہر بچے کے لئے ماں کا دودھ سب سے بڑی نعمت ہے، جس طرح ماں کا دنیا میں کوئی بدل نہیں اسی طرح ماں کے دودھ کا بھی کوئی ثانی نہیں، ماں کا دودھ خاص طور پر پیدائش کے دوسرے دن سے لیکر چوتھے دن تک انتہائی قیمتی اور بچے کے کمزور جسم کے لئے معدنیات اور وٹامنز سے بھرپور ٹانک کا درجہ رکھتا ہے۔
2. تین ماہ تک بچے کو بلا وجہ اٹھانا، گھمانا پھرانا بہتر نہیں کیونکہ اس کا جسم کمزور ہوتا ہے، بچہ کو ماں کے قریب رکھنا چاہیے تاکہ ماں کے جسم کی گرمی اسے ملتی رہے۔
3. چار ماہ کے بچے کو دودھ کے ساتھ ساتھ دیگر غذائیں بھی دی جائیں جیسے بارلی، گیہوں کا دلیہ، نرم گوشت وغیرہ۔
4. جب بچے چار ماہ کے ہو جاتے ہیں تو وہ بولنے کی کوشش کرتے ہیں خواہ کسی کو سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس وقت اس کی زبان پر شہد لگانا چاہیے، ان شاء اللہ وہ جلد بولنے لگیں گے اور زبان بھی صاف ہو جائے گی۔
5. جب بچے کا دانت نکل رہا ہو تو اس کے مسوڑھوں پر مکھن یا دیسی گھی لگانا چاہیے، عام طور پر بچے کا دانت ساتویں مہینہ سے لیکر دسویں مہینہ کے درمیان نکلتا ہے ان دنوں انتہائی کوشش کریں کہ بچے کوئی سخت چیز منہ میں نہ ڈالیں، نرم غذا دی جائے زیادہ پیٹ بھرا نہ رہے۔
6. بچہ اگر بھوک کی وجہ سے روئے تو ماں باپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ رونا صحت کیلئے مفید ہے، رونے سے بچے کے پٹھے مضبوط ہوں گے اور انتڑیاں کھلیں گی۔ سینہ چوڑا ہو گا، دماغ کو گرمی پہنچے گی اور بھوک بڑھے گی۔

7. بچے کو ڈرا دینے والی اور گھبراہٹ پیدا کرنے والی سخت اور خوفناک آواز سے بچایا جائے جیسے کتوں کے بھوکنے کی آواز بلیوں کے لڑنے کی آواز وغیرہ، اسی طرح خوفناک اور ڈراؤنی مناظر سے بھی دور رکھا جائے۔

ایسے کیڑے مکوڑے جنہیں دیکھ کر بڑے لوگوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں بچوں کو نہ دکھائے جائیں کیونکہ بچہ کا دماغ نازک اور کمزور ہوتا ہے خدانخواستہ کبھی اگر ایسا ہو جائے تو ماں کو چاہیے کہ بچے کو فوراً گود میں اٹھالے، دودھ پلائے اور ہنسانے کی کوشش کرے تاکہ بچے کے ذہن و دماغ سے ڈر ختم ہو جائے اور پھر اس کو سلادے۔

8. بچہ کو ننگا نہیں رکھنا چاہیے لنگوٹ وغیرہ ضرور پہنادیں۔ جب بچے کے اعضاء میں قوت پیدا ہو جائے یعنی اس کا بدن مضبوط ہو جائے تو اسے زمیں پر بیٹھایا جائے اور دھیرے دھیرے اسے کھڑے ہونے اور چلنے کی مشق کرائی جائے، ان شاء اللہ وہ کچھ دنوں کے بعد خود چلنے لگے گا۔

9. وقت سے پہلے بچے کو چلنے پر مجبور نہ کریں کیوں کہ ایسا کرنے سے بوجھ کی وجہ سے بچے کی ٹانگیں ٹیڑھی بھی ہو سکتی ہیں۔

10. اگر ممکن ہو تو مکمل دو سال تک ماں اپنے بچے کو دودھ پلائے، اگر کوئی مجبوری ہے تو دو سال سے پہلے بھی چھڑایا جاسکتا ہے۔

11. ماں کو بچے کا دودھ چھڑاتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

I. دودھ سردیوں یا موسم ربیع میں چھڑایا جائے۔

II. بچے جب بیمار ہوں یا بہت کمزور ہوں تب دودھ نہ چھڑائیں۔

III. دودھ آہستہ آہستہ چھڑایا جائے اور آہستہ آہستہ بچے کو دوسری غذا کھانے کا عادی بنایا جائے، اچانک دودھ چھڑانے سے بچے کی صحت پر اثر پڑتا ہے۔

IV. دودھ چھڑاتے وقت دہی، لسی یا دودھ میں پکا ہوا جو کا دلیہ وغیرہ بچے کیلئے مناسب ہوتا ہے۔

12. بچے کو ہمیشہ تازہ کھانا دینا چاہیے باسی کھانا ہر گز نہ دیں، کچھ مائیں لا پرواہ ہوتی ہیں وہ باسی بارلی یا باسی دودھ گرم کر کے پلا دیتی ہیں اس سے بچے کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔

13. بچے کو ایک وقت میں ایک ہی کھانا کھلانا چاہیے یہ معدہ کیلئے زیادہ مفید و مناسب ہوتا ہے ایک ہی وقت چار پانچ قسم کے کھانے کھلانے سے ہضم کرنے میں بچے کو دشواری ہوتی ہے۔

14. مقررہ وقت میں بچے کو کھانا کھلائیں تاکہ وہ کسی نظام کا پابند ہو، ایسا ہر گز نہ کریں کہ جب آپکو فرصت ملی بچے کو کھلا پلا دیا۔

15. بچے کا کھانا کپڑا، اس کا برتن بہت صاف و ستھرا ہونا چاہیے اگر گندہ ہو گا تو بچے کے بیمار ہونے کا امکان ہے۔

16. بچے پر دباؤ ڈال کر ضرورت سے زیادہ کھانے پر مجبور نہ کریں کیونکہ نہ صرف بچوں بلکہ ہر انسان کیلئے وہی کھانا نفع بخش ہوتا ہے جو مزاج کے موافق ہو اور چاہت کے ساتھ کھایا جائے۔

17. بچے کو کھانا کھلانے کے بعد فوراً زیادہ ٹھنڈا پانی نہیں پلانا چاہیے کیونکہ اس سے کھانا ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

18. بچے جنت کے پھول ہوتے ہیں، ان کا بہت زیادہ خیال رکھیں۔ اللہ تعالی سے دعا کرتی رہا کریں کہ وہ کریم ذات ان پیارے پیارے بچوں کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔

آمین یارب العالمین

ایک مبارک خواب کی تعبیر

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

میں بنوں کی رہائشی ہوں، میرے ابو ڈاکٹر ہیں۔ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ابو آپ کے بازو کا آپریشن کر رہے ہیں۔ آپریشن سے پہلے آپ کو بیہوشی کا انجکشن لگایا جس سے آپ بیہوش ہو گئے ہیں۔ عجیب بات میں نے یہ دیکھی کہ بیہوشی کی حالت میں بھی آپ وہی تقریریں کر رہے ہیں جو بیداری کی حالت میں کرتے ہیں، آپ کا آپریشن بھی کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

یسری بنت ڈاکٹر دوست محمد۔ بنوں

تعبیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بیٹی! آپ کا خواب مبارک ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ ہم جو عقیدہ اور مسئلہ بیان کرتے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔ اس کے ظاہر اور باطن میں کوئی تضاد نہیں بلکہ جو بات بھی بیان ہوتی ہے صحیح و درست ہے۔ آپ کے ابو نے میرے بازو کا کامیاب آپریشن کیا، اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے ابو ہمارے کاز اور مشن میں ہمارے معاون اور دست و بازو بنیں گے۔ اللہ تعالی آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

مرکز اہل السنت والجماعت، سرگودھا

تابندہ نقوش

رانا رضوان، فاروق آباد

تاریخ اسلامی کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو ہر باب انوکھا اور سبق آموز ہے، اس مضمون میں ہم اپنی عظمت گم گشتہ کی ایک مثال کے طور پر اسلامی اطباء کے چند کارناموں کا ذکر کرتے ہیں۔ اب تو ہم ہر بات میں غیروں کے محتاج ہیں، کبھی وہ دور تھا جب سب ہمارے محتاج تھے اور ہم اس ایک خدا کے سامنے اپنا دامن پھیلایا کرتے تھے۔ اللہ کرے کہ ہماری عظمت کے وہ دن جلد لوٹ آئیں۔

حکماء یعنی اطبائے اسلامی نہ صرف بے مثال نباض اور فن طبابت میں ماہر ہوتے تھے بلکہ ماہر نفسیات بھی ہوتے تھے تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ حکما نے بعض اوقات صرف نفسیاتی طریقوں سے مریض کا علام کیا اور مریض حیرت انگیز طور پر صحت یاب ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کی مجلس میں ایک کنیز کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر آئی اور جھکی تا کہ خوان کو سر سے زمین پر رکھے جب اس نے چاہا کہ سیدھی کھڑی ہو جائے تو سیدھی کھڑی نہ ہو سکی اور اس طرح جھکی کھڑی رہی اس ریح غلیظ کی وجہ سے جو اس کے جوڑوں میں پھنس گئی تھی۔ بادشاہ نے دربار میں موجود طبیب سے کہا کہ جس طرح بھی ہو اس کا فوراعلاج کرو۔ چونکہ دوائیں پاس نہیں تھیں اس لیے دواؤں سے علاج کرنا ممکن نہیں تھا طبیب نے نفسیاتی علاج کی طرف رخ کیا اور حکم دیا کہ اس کنیز کا دوپٹہ اتار دو اس کے سر کو ننگا کر دو۔ ایسا ہی کیا گیا اس پر حیا غالب آئی اور اس میں حرات پیدا ہوئی جس سے ریح تحلیل ہو گئی اور وہ سیدھی کھڑی ہو گئی اور واپس چلی گئی۔

منصور بن نوح جوڑوں کے درد میں مبتلا ہو گیا جس کے علاج سے اطبا عاجز آ گئے۔ بادشاہ نے علاج کے لیے محمد بن زکریا رازی کو بلایا اس نے ہر چند علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ایک دن وہ بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ اب تک جو میں نے علاج کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اب میں ایک اور علاج کروں گا اس میں فلاں گھوڑے اور خچر کی ضرورت ہو گی۔ یہ دونوں تیز رفتاری میں مشہور تھے بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں اس کے حوالے کر دیئے جائیں۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ حمام میں بیٹھیں اور وہاں کوئی ملازم اور مصاحب نہیں ہونا چاہیے اور حمام کے باہر یہ دونوں یعنی گھوڑا اور خچر باندھ دیے جائیں۔ بادشاہ کو حمام میں بٹھا دیا اور نیم گرم پانی اس پر ڈالا اور شربت جو اس کے لیے تیار کیا تھا اسے دیا تا کہ اسے پی لے۔ کچھ دیر بعد جب دوا کا اثر اس پر ہو گیا تو حکیم محمد زکریا رازی بادشاہ کے روبرو کھڑا ہو گیا اور اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ دشاہ یہ سن کر بہت غصے میں آیا اور اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ گھٹنوں تک کھڑا ہو سکا۔ محمد زکریا نے چاقو نکال لیا اور زیادہ سخت رویہ اختیار کیا بادشاہ غصے اور خوف سے کھڑا ہو گیا۔ محمد زکریا نے جب بادشاہ کو کھڑے دیکھا تو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر روانہ ہو گیا بادشاہ تندرست ہو گیا اور طبیب غائب! ساتویں روز زکریا رازی نے گھوڑے اور خچر کو معذرت نامے کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھجوا دیا۔

سنجر بن ملک شاہ کے عہد میں ایک بہت بڑا عالم تھا جس کا نام ادیب اسماعیل تھا۔ یہ ادیب اسماعیل اپنے دور کا بے مثال طبیب بھی تھا۔ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری کو اس شخص سے پرخاش تھی اور یہ پرخاش دین کے سبب تھی کہ عام لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ادیب اسماعیل مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ اتفاق سے خود شیخ الاسلام کو ہچکی کا مرض ایسا لگا کہ تمام اطبا اس مرض کے علاج سے عاجز ہو گئے۔ آخر کار اسی اسماعیل کے پاس کسی اور کے نام سے شیخ الاسلام کا قارورہ بھیجا گیا تا کہ وہ علاج کرے۔ خواجہ اسماعیل نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ قارورہ فلاں شخص کا ہے اور اسے ہچکی کا مرض ہے اور یہ اس کا علاج ہے۔ یہ کہہ کر دوائیں ارسال کر دیں اور ساتھ ہی یہ بھی پیغام بھجوایا کہ شیخ الاسلام سے کہنا

"علم سے ذہن کو روشنی دینی چاہیے، تعصب سے کتابیں نہیں جلانی چاہیں۔"

انوکھی نیتیں

فروہ کریم، ملتان

زمزم کا پانی اللہ تبارک وتعالی کی عجیب نعمت ہے۔ یہ متبرک و مقدس پانی جس نیت سے پیا جائے اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے پورا فرما دیتے ہیں۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے یہ پانی پیتے ہوئے کیسی کیسی مزے دار نیتیں کی ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی نیت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے زمزم پیا اور یوں کہا:

اللھم اشرب لظما یوم القیامۃ

یعنی اے اللہ! میں اس کو قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے پی رہا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی نیت:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما زمزم پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے

اللھم انی اسئلك علماً نافعاً و رزقاً واسعاً و علماً متقبلا

یعنی اے اللہ میں آپ سے علم نافع اور رزق واسع اور عمل مقبول کا سوال کرتا ہوں

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی نیت:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے زمزم پیتے ہوئے یہ نیت کی کہ یا اللہ مجھے اعلم العلماء یعنی اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم بنا دیجئے۔

امام صاحب کی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ اپنے زمانہ کے اعلم العلماء بنے اور فقہ میں جو ان کا مقام ہے وہ اہل حق پر عیاں ہے، ان کی فقاہت کا اہل حق میں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کی نیت:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے ماء زمزم تیر اندازی میں صحیح نشانہ لگانے کی نیت سے پیا، لہذا ان کا نشانہ صحیح لگنے لگا، دس تیر میں سے نو تیر اپنے صحیح نشانے پر لگتے تھے۔

فالج کے مرض سے شفایاب ہونے کا واقعہ:

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مسلم الدینوری رحمہ اللہ یا ان کے صاحب زادے احمد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، اس جماعت کے ساتھ ایک مفلوج شخص تھا، میں نے اس کو ایک دن دیکھا کہ وہ صحیح سالم ہے اور طواف کر رہا ہے اور اس پر فالج کے بالکل آثار نہیں ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارہ فالج کیسے ٹھیک ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بیئر زمزم پر آیا اور میں نے زمزم لیا اور اس زمزم کو اپنی دوات میں ڈالا اور اس دوات کی روشنائی سے بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھنے کے بعد سورہء حشر کی آخری تین آیات لکھیں اور سورہء اسراء کی آیت نمبر 86 لکھی پھر میں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ یا اللہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آب زمزم جس لئے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور یہ کلام آپ کا ہے، پس مجھے شفاء دے دیجئے اپنی عافیت کے ساتھ، پھر میں نے اس کو آبِ زمزم سے گھولا اور پی لیا، پس مجھے عافیت مل گئی اور فالج کے مرض سے باذن اللہ نجات مل گئی۔

امام زین الدین العراقی رحمہ اللہ تعالی کا قصہ:

امام المحدثین زین الدین نے آبِ زمزم مختلف نیتوں سے پیا، ان کے پیٹ میں تکلیف تھی، اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے زمزم پیا، اللہ تعالی نے نجات عطا فرمادی، شفایاب ہو گئے۔

حضرت علامہ ابن المبارک رحمہ اللہ تعالی کی نیت:

فوائد ابی بکر بن المقری میں سوید بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن المبارک رحمہ اللہ تعالی علیہ کو دیکھا کہ وہ زمزم کے پاس آئے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا کہ "اے اللہ! ابن المؤمل نے مجھے بیان کیا ہے اور ان کو ابو الزبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماء زمزم لما شرب لہ یعنی ماء زمزم جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، یا اللہ! میں اس کو قیامت کے دن کی پیاس سے محفوظ رہنے کے لئے پی رہا ہوں۔

حضرت علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ تعالی کی نیت:

ابن قیم کا بیان ہے کہ میں نے آبِ زمزم کئی امراض سے نجات حاصل ہونے کی نیت سے پیا، سو اللہ تعالی نے مجھے اپنے حکم سے ان امراض سے نجات عطاء فرمادی اور کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت گزرا ہے کہ میں مریض تھا اور نہ طبیب میسر تھا اور نہ دوا موجود تھی، پس میں آبِ زمزم شفاء کی نیت سے پیتا تھا اور زمزم پیتے ہوئے قرآن کریم کی آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھتا تھا اور بار بار ایسا ہی کرتا تھا، پس مجھے مکمل شفاء حاصل ہو گئی، پھر میں نے ماء زمزم بہت سے دردوں کے لئے پیا، پس مجھے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالی کی نیت:

امام ذہبی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن خزیمہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کہاں سے اتنا زیادہ علم حاصل ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ماء زمزم لما شرب لہ یعنی ماء زمزم جس کام کی نیت سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، سو میں نے اس نیت سے زمزم پیا کہ یا اللہ! مجھے علم نافع عطاء فرما دیجئے۔

آئیں دعا کریں کہ یا اللہ! ان تمام حضرات کی دعائیں ہمارے حق میں بھی قبول ہو جائیں۔

آنکھوں کی حفاظت

ام محمد، لیہ

آنکھیں قدرت کا انمول تحفہ ہیں، لیکن اکثر لوگ ان کی صحت مندی کی طرف توجہ نہیں دیتے، جس کی وجہ سے ان کی آنکھیں جلد خراب ہو جاتی ہیں۔ آنکھیں بھی جسم کے دوسرے اعضاء کی طرح بھرپور توجہ چاہتی ہیں۔ ان کی مناسب دیکھ بھال سے آپ نہ صرف اپنی بینائی درست رکھ سکتی ہیں، بلکہ اس سے اعصابی راحت بھی ملتی ہے۔ ذیل کی سطور میں آنکھوں کے حوالے سے چند کار آمد چیزوں کا ذکر کیا جارہا ہے، آزما کر دیکھئے، آپ نہ صرف اپنی بینائی میں نمایاں فرق محسوس کریں گی، بلکہ آپ کی آنکھیں اجلی اور روشن ہو جائیں گی۔

1. کھانا کھا کر آنکھوں پر گیلا کپڑا پھیرنا، بینائی کے لئے مفید رہتا ہے۔
2. شوقیہ عینک لگانے اور ناک کے بال اکھاڑنے سے گریز کریں، اس سے نظر کمزور ہو جاتی ہے۔
3. مرچوں اور کھٹائی کا زیادہ استعمال آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے، اس سے نظر کمزور ہو جاتی ہے۔
4. آنکھیں جھکائے بغیر خالی گھڑے میں کچھ دیر دیکھتی رہیں، یہ آنکھوں کی بہترین ورزش ہے۔
5. سر پر بار بار کنگھی کرنے کی عادت آنکھوں کو صحت مند رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔
6. زیادہ دیر تک تیز دھوپ میں بیٹھ کر پڑھنے اور سینے پرونے سے نظر خراب ہو جاتی ہے۔
7. بالوں کو تیز گرم پانی سے دھونا نظر پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ نیم گرم یا ٹھنڈے پانی سے بال دھوئیں۔

8. سورج کی طرف براہ راست دیکھنا آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے، البتہ چاند کی طرف گھنٹہ نصف گھنٹہ دیکھنا بینائی تیز کرتا ہے۔
9. ہر صبح آنکھیں اور چہرہ باسی ٹھنڈے پانی سے دھوئیں، اس سے بینائی بڑھے گی اور کیل مہا سے بھی ختم ہوں گے۔
10. پشت کے بل لیٹ کر یا تکیہ لگا کر پڑھنا بینائی کو تباہ کر دیتا ہے۔
11. کھیرے کے پتلے پتلے قتلے کاٹ کر آنکھوں پر پانچ سے دس منٹ رکھیں۔ تھوڑی دیر بعد قتلے ہٹا کر آنکھیں سادہ پانی سے دھولیں۔ آنکھوں کی چمک بڑھانے کے لئے یہ نسخہ بہترین ہے۔
12. صبح کے وقت عرق گلاب کے چھینٹے آنکھوں پر مارنے سے ان کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔
13. خالص شہد آنکھوں میں لگانے سے نظر تیز ہوتی ہے۔
14. پانی ابال کر ٹھنڈا کر لیں، اس میں نمک ڈال کر شیشے کی بوتل میں محفوظ کر لیں، روزانہ اس پانی سے آنکھیں دھوئیں۔
15. نیم گرم دودھ میں روئی بھگو کر چند منٹ آنکھوں پر رکھیں، پھر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں، آنکھوں میں قدرتی چمک اور خوبصورتی آجائے گی۔
16. آنکھوں کو سکون اور آرام پہنچانے کے لئے سیدھے بیٹھ جائیں، سر کو ہلائے بغیر اوپر کی طرف دیکھیں، پھر انتہائی دائیں اور بائیں طرف۔

اسی طرح پتلیوں کو چاروں جانب گھمائیں، یہ ورزش نہ صرف آنکھوں کے پٹھوں کو آرام دے گی، بلکہ بینائی بھی تیز ہو گی۔ یہ ورزش شروع میں ایک سے دو منٹ کریں، بعد میں دورانیہ بڑھائیں۔

17. کام کے دوران تھکن محسوس کریں تو کچھ دیر کے لئے دونوں ہتھیلیوں سے آنکھوں کو اس قدر ڈھانپ لیں کہ گھپ اندھیرا ہو جائے۔ چند لمحوں کے لئے اس گھپ اندھیرے میں غور سے دیکھیں، اس سے آنکھوں کے پٹھوں اور اعصاب کو بھی راحت ملے گی۔

18. آنکھوں کی حفاظت اور نظر کی بہتری کے لیے درج ذیل نسخہ استعمال کریں:

بادام پندرہ عدد، سونف دو چمچ، کالی مرچ تین عدد، نہار منہ دودھ کے گلاس کے ہمراہ چبا کر کھالیں۔

19. ہر نماز کے بعد درج ذیل آیت کریمہ تین مرتبہ پڑھ کر دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر پھونک لیں اور دونوں آنکھوں پر پھیر لیں۔

فکشفنا عنك غطائك فبصرك الیوم حدید

اس آیت کی برکت سے نظر کی کمزوری ٹھیک ہو جائے گی، ان شاء اللہ العزیز۔

20. قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں، تلاوت قرآن کریم کی برکت سے نظر ٹھیک رہتی ہے اور جو کمی ہو چکی ہو وہ بھی دور ہو جاتی ہے۔

اپنی بہنوں سے گذارش ہے کہ ان ہدایات پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس پر آمادہ کریں۔ یاد رکھیں آنکھوں سے ہی اس جہاں کی بوقلمونیوں کا لطف اٹھایا جاسکتا ہے، اللہ تعالی کے اس قیمتی تحفے کے قدر کریں۔

خصوصا چھوٹے بہن بھائیوں اور بچوں کی اس سلسلے میں راہنمائی کریں اور اپنی نگرانی میں درج بالا ہدایات پر ان سے عمل کروائیں۔ اور ہاں۔۔۔ ایک ضروری بات۔۔۔ مجھے اپنی دعاؤں میں ہرگز نہ بھولئے گا۔۔۔!!

منافع کا سودا

عروج فاطمہ ،لاہور

"باجی یہ عورت کون ہے؟" میں نے کتاب میں گم اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ مدرسہ کی باجی نے بتایا: "اس کا نام فرخندہ ہے، اس عورت کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہی نہیں جنون ہے۔ بڑی عمر کی ہونے کے باوجود یہ سبق توجہ اور دل لگا کر یاد کرتی ہے۔" میں نے اسے بلا کر شاباش دی تو کہنے لگی کہ میں تو بہت گناہگار ہوں دین کے لیے جتنی بھی مشقت کرلوں کم ہے۔ پھر میرے پوچھنے پر اس نے اپنی کہانی یوں سنائی:

میرا باپ مستری تھا دنیاداری میں ہی متوجہ رہے۔ میں جوان ہوئی تو ایک عام سے مگر خوبصورت جوان سے شادی کر دی گئی، وہ بہت محبت کرنے والا ثابت ہوا۔ لیکن وہ دینی و دنیاوی تعلیم سے بے بہرہ تھا یہی میری بدقسمتی تھی۔ میں ایک بیٹے کی ماں بن گئی مگر میرا شوہر نشہ کرنے لگ گیا۔ میں سمجھاتی رہی مگر نشہ نہ چھوٹنا تھا نہ چھٹا اور میرے دنیاوی برے دن شروع ہوگئے۔

میرے گھر میں فاقے شروع ہو چکے تھے اللہ نے انہیں دنوں دوسرا بیٹا ہو گیا شوہر گھر آتا، روتا، معافیاں مانگتا اور آخر کار کہہ دیا کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ اور میں تمہیں طلاق دے دیتا ہوں کیونکہ میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر مجھے آمادہ ہونا پڑا اور ہم روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ایک روز طلاق کے بعد میری ساس آئی اور کہنے لگی کہ ابھی تو تمہارے بیٹے تمہارے پاس رہیں مگر ذرا بڑے ہو جانے پر میں انہیں لے جاؤں گی۔ مجھے دکھ ہوا اور اپنے ابو جی سے کہنے لگی کہ اگر یہی کل ہونا ہے ابھی ہو جائے۔ اس فیصلے پر میں مطمئن ہو گئی، ساس آئی اور میرے بیٹے، میرے جگر کے ٹکڑے مجھ سے چھین کر لے گئی۔ اب مجھ پر دوسری

شادی کے لیے دباؤ شروع ہو گیا، لیکن میں اپنے محبت کرنے والے شوہر کو اور اس کی بے بسی کو نہ بھلا پا رہی تھی۔

ایک روز میرے والد اپنی بیماری، میری جوان ہوتی بہنوں اور چھوٹے بھائیوں کی بابت بات کر کے مجھے رضامند کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان دو ہی سالوں میں ہمارے گھر کچھ دینی فضا بننا شروع ہو چکی تھی سو میرا سارا دھیان آخرت بنانے اور اپنی کوتاہیاں دور کرنے میں لگا تھا۔ ایک روز میرے والد ہی کی عمر کے باریش، ترویج دین کے دلدادہ ایک صاحب میرے والد کے ساتھ ہمارا نیا گھر دیکھنے آئے، جب انکے اکیلے ہونے کا پتہ مجھے چلا تو میں نے امی سے رشتے کے لیے بات کی، ہاں ہو جانے پر چند ماہ میں سنت کے مطابق شادی ہو گئی۔

ان صاحب نے منہ دکھائی میں حج کا وعدہ کیا جو میری سوچ سے بڑھ کر تھا۔ اسی سال ہم حج پر گئے، شرعی پردہ بھی انہی کی توسط سے نصیب میں ہوا۔ دنیاوی اشیا پر خرچ کی بجائے ترویج دین کے لیے ہم چالیس روز کے ساتھ ساتھ پندرہ روز اور تواتر سے تین روز کے تبلیغی دوروں پر خرچ کرتے۔ اب پہلی شادی کے سات سال کی قضا نمازیں پوری کر رہی ہوں، تہجد پر بھی پابندی اسی بندہ خدا کے توسط سے ہوئی۔ وہ خود انتہا کے سادہ مزاج مگر سنتوں پر عمل کے دلدادہ ہیں۔

آج دین کا علم حاصل کر کے میں بہت مطمئن ہوں بے شک مجھے اپنے بیٹے گنوانے پڑے لیکن یہی دو کیا؟ دس بھی اس علم کے بدلے دینے پڑتے تو پرواہ نہیں۔ جب بیٹے تھے تب دین سے دوری بھی تو تھی۔ اگر جنت پالی تو سب کچھ مل گیا ورنہ جہنم ملے اور دنیا میں بیٹوں کی خوشیاں تو ایسی دنیا کا فائدہ؟ میری زندگی کے دو حصے تھے یہی میرا امتحان تھا کہ میں کیا پسند کرتی اور اللہ کا شکر ہے کہ میں نے آخرت کو پسند کیا اس کی وجہ سے اللہ تعالی نے مجھے دنیاوی خوشیاں بھی عطا فرما دیں۔ سچی بات ہے کہ میں اس سودے میں گھاٹے کے بجائے خوب منافع میں رہی۔

نماز اہل السنت

مولانا محمد الیاس گھمن

اذان کے کلمات:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ زَیْدرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا اَمَرَرَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ یُعْمَلُ لِیُضْرَبَ بِہٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوۃِ طَافَ بِیْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ یَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِیْ یَدِہٖ فَقُلْتُ یَاعَبْدَاللّٰہِ اَتَبِیْعُ النَّاقُوْسَ فَقَالَ وَمَاتَصْنَعُ بِہٖ فَقُلْتُ نَدْعُوْا بِہٖ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی مَاھُوَ خَیْرٌ مِنْ ذَالِكَ فَقُلْتُ لَہٗ بَلٰی قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ:اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَارَأَیْتُ فَقَالَ اِنَّھَالَرُءْیَاحَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَیْہِ مَارَأَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتًا مِّنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَجَعَلْتُ اُلْقِیْہِ عَلَیْہِ وَیُؤَذِّنُ بِہٖ قَالَ فَسَمِعَ ذَالِكَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ یَجُرُّ رِدَاءَہٗ وَیَقُوْلُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْرَأَیْتُ مِثْلَ مَا اُرٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(سنن ابی داؤد ج 1ص79 باب کیف الاذان ،مسند احمد ج13ص30.31 رقم الحدیث 16430 ،سنن ابن ماجۃ ج 1ص51 باب بدء الاذان ،صحیح ابن حبان ص532 ذکر الخبر المصرح بان النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھو الذی امر بلالا .. رقم الحدیث1679،صحیح ابن خزیمۃ ج1ص223 رقم الحدیث370)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لئے ناقوس بجانے کا حکم فرمایا تو میں نے

خواب میں ایک آدمی کو دیکھا جو ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اسے کہا: اے اللہ کے بندے !کیا یہ ناقوس بیچو گے ؟اس نے کہا اس کا کیا کرو گے ؟میں نے کہا نماز کے لئے لوگوں کو بلائیں گے تو اس نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بہتر الفاظ نہ بتاؤں ؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ تو اس نے کہا یوں کہا کرو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ... الخ۔ جب میں صبح کو اٹھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سنایا۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ۔

تم بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ساتھ کھڑے ہو کر جو کلمات دیکھے ہیں ان کو سکھلا دو۔ اور وہ ان الفاظ کو اذان کی شکل میں کہتے جائیں۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز رکھتے ہیں۔ تو میں بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ان کو ان کلمات کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے یہ آواز سنی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ گھر میں تھے تو جلدی سے چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جو (اذان) اب سن رہا ہوں تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے۔

اقامت کے کلمات:

اقامت کے کلمات وہی ہیں جو اذان کے ہیں لیکن اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد کلمہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" دو مرتبہ زیادہ کہا جاتا ہے۔

1. اِنَّ ابْنَ مُحَیْرِیْزٍ ---- سَمِعَ اَبَامَحْذُوْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یَقُوْلُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشْرَۃَ کَلِمَۃً۔

(شرح معانی الآثار ج1ص102 باب الاقامۃ کیف ھی)

ترجمہ: ابن محیریز رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو محذورہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے سنا آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔

سنن ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اقامت کے ان سترہ کلمات کا ذکر یوں ہے:

2. اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص320 من کان یشفع الاقامۃ ویری ان یثنیھا ، رقم الحدیث 2150،شرح معانی الآثار ج1ص102 باب الاقامۃ کیف ھی؟)

حضرت عبد اللہ بن زید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی روایت جس میں فرشتے کے اذان و اقامت سکھانے کا ذکر ہے۔ اس کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

"ثُمَّ اَمْھَلَ ھُنَیَّۃً ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَھَا اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ: زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی ج1ص101 باب الاقامۃ کیف ھی؟ ،مصنف عبد الرزاق ج1 ص346 باب بدء الاذان، حدیث 1794)

ترجمہ: اذان کہنے کے بعد فرشتہ تھوڑی دیر رکا پھر کھڑا ہوا اور اذان کی مثل کلمات کہے لیکن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے کلمات زیادہ کہے۔

3. عَنْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی سَلْمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ سَلْمَۃَ بْنَ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یُثَنِّی الْاِقَامَۃَ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص320 من کان یشفع الاقامۃ ویری ان یثنیھا ، رقم الحدیث 2150،شرح معانی الآثار ج1ص102 باب الاقامۃ کیف ھی؟)

ترجمہ: حضرت عبید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن الاکوع رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اقامت کے کلمات دوہرے کہا کرتے تھے (یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللہ سے آخر تک تمام کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے)

4. مؤذن رسول حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی اقامت بھی مثنیٰ مثنیٰ (دوہری) ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی ج 1ص101 باب الاقامۃ کیف ھی؟، مصنف عبد الرزاق ج 1 ص346 باب بدء الاذان، حدیث 1794)

فجر کی اذان میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کا اضافہ:

1. حضرت ابو محذورۃ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

(سنن ابی داؤد ج 1ص79 باب کیف الاذان، السنن الکبری للبیہقی ج 1ص422 باب التثویب فی اذان الصبح)

ترجمہ: جب صبح کی نماز کے لئے اذان دو تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہا کرو۔

2. عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

السنن الکبری للبیہقی ج 1ص423 باب التثویب فی اذان الصبح، صحیح ابن خزیمۃ ج 1ص 233 باب الثتویب فی اذان الصبح، رقم الحدیث 386)

ترجمہ: حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ مؤذن جب فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" بھی کہا کرے

اذان واقامت کا طریقہ :

1. عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ یَابِلَالُ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِیْ اَذَانِكَ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ۔

(جامع الترمذی ج 1ص48 باب ماجاء فی الترسل فی الاذان ،مسند عبد بن حمید ص310 رقم الحدیث 1008 ،السنن الکبری للبیھقی ج 1ص428 باب ترسیل الاذان و حذم الاقامۃ)

ترجمہ: حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو فرمایا۔ اے بلال! جب تو اذان کہے تو ٹھہر ٹھہر کر کہا کر اور جب اقامت کہے تو جلدی جلدی کہا کر۔

2. عَنْ عَمَّارِبْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَالاً اَنْ یَّجْعَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ وَقَالَ اِنَّہٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ۔

(سنن ابن ماجۃ ج1ص52 باب السنۃ فی الاذان)

ترجمہ: حضرت عمار بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (مؤذن رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو حکم دیا کہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال کر اذان دیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ عمل تمہاری آواز کو بلند کرے گا۔

اذان واقامت کا جواب:

3. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقَالَ اَحَدُکُمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا

بِاللّٰہِ۔ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

(صحیح مسلم ج 1ص167 باب استحباب القول مثل قول الموذن لمن سمعہ ،سنن ابی داؤد ج1ص85 باب ما یقول اذا سمع الموذن ،صحیح ابن خزیمۃ ج1ص248 باب ذکر فضیلۃ ھذا القول عند سماع الاذان، رقم الحدیث 417 ،صحیح ابن حبان ص 535 ذکر ایجاب دخول الجنۃ...، رقم الحدیث1685)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب مؤذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو تم اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو جب مؤذن اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے تو تم بھی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو (اسی طرح آخر اذان تک اس کا جواب ذکر کیا) پھر فرمایا جو یہ دل سے کہے گا جنت میں داخل ہو گا۔

2- عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَوْعَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ بِلَالاً اَخَذَ فِی الْاِقَامَۃِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا وَقَالَ فِیْ سَائِرِ الْاِقَامَۃِ کَنَحْوِ حَدِیْثِ عُمَرَ فِی الْاَذَانِ۔

(۲)(سنن ابی داؤد ج 1ص85 باب ما یقول اذا سمع الاقامۃ ،السنن الکبری للبیہقی ج1 ص411 باب ما یقول اذا سمع الاقامۃ، کنز العمال ج8ص 169 اجابۃ المؤذن، رقم 23258)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعض دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا اور پوری اقامت میں اسی طرح کلمات کو دہراتے رہے جیسا کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت میں اذان کے جواب میں اسے دہرانے کا ذکر ہے۔

اذان کے بعد کی دعا:

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِالَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ" حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(صحیح البخاری ج 1ص86 باب الدعاء عند النداء، سنن ابی داؤد ج 1ص85 باب ما جاء فی الدعاء، جامع الترمذی ج 1ص51 باب منہ (ای ما یقول اذا اذن المؤذن))

ترجمہ: حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھی تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچادے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے "سنن کبریٰ بیہقی وغیرہ میں" اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" (بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا) کے الفاظ قوی سند سے آئے ہیں۔

(السنن الکبری للبیہقی ج 1ص410 باب ما یقول اذا فرغ من ذلك، کتاب الدعوات الکبیر للبیہقی ج 1ص34، احیاء علوم الدین للغزالی ج 1ص182 کتاب اسرار الصلاۃ، الباب الاول)

اگر دنیا میں تمام سائنسدان خواتین ہوتیں تو۔۔

اگر دنیا میں صرف لڑکیاں ہی سائنسدان ہوتیں۔۔تو یقین جانئے نہ ایٹم بم ایجاد ہوتا۔۔نہ ہی کسی طرح کے دوسرے ویپن آف مَیس ڈسٹرکشن بلکہ انکی جگہ "ٹِڈا بم"، "چھپکلی میزائل" اور "لیزر گائیڈڈ کاکروچ میزائل" ہوتے۔

(صفیہ خاور، شیخوپورہ)

مجلس الشیخ

وعظ مولانا حکیم محمد مظہر صاحب مد ظلہ

حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب حفظہ اللہ تعالی یکم فروری بروز بدھ خانقاہ اختریہ اشرفیہ، واقع مرکز اہل السنت والجماعت، سرگودھا میں تشریف لائے۔ انہوں نے ماہانہ اصلاحی مجلس سے خطاب فرمایا اور بعد ازاں مرکز کے تخصص فی التحقیق والدعوۃ کے طلبہ سے خصوصی نشست فرمائی۔ افادہ عام لیے خطاب کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ مرتب: مفتی شبیر احمد حنفی

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم : قُل إِن كُنتُم تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحبِبكُمُ اللَّهُ الآیۃ

بعد از خطبہ مسنونہ:

وہ گل گل نہیں جس میں بو نہیں
وہ دل دل نہیں جس میں تو نہیں

دکانوں میں رکھے بناوٹی پھولوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا اس لیے کہ ان میں بو نہیں، جبکہ کیاری میں لگے پھولوں کو ہر کوئی سونگھتا اور لذت محسوس کرتا ہے۔ یہ تمام پھول کہاں سے آئے؟ ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تو وہ بہت روئے۔ تفسیر علی بہائی میں لکھا ہے کہ ان کے رونے کی وجہ سے جگہ جگہ آنسوؤں کے چشمے بنے اور یہ تمام خوشبودار پھول حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں ہی سے بنے ہیں۔ ہم نے اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی عادت یعنی رونا چھوڑ دیا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:

لانین المجرمین احب الی من زجر المسبحین کہ گناہ گاروں کا رونا دھونا مجھے سبحان اللہ پڑھنے والوں سے زیادہ محبوب ہے۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا " قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ "اطیعونی" کہ میری اطاعت کرو بلکہ اتبعونی فرمایا۔ "تبیعۃ" عربی میں اس بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں اور باپ کی بلا سوچے سمجھے نقل کرتا ہے۔ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ آج اگر کوئی اتباع نہ کرے اور کہے کہ میں اپنے والدین کی اتباع نہیں کرتا تو ماں کی تقلید کیے بغیر تو آدمی اپنا حلالی ہونا ثابت نہیں کر سکتا، کیونکہ کسی کے پاس ماں کے قول کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔

اس لیے اگر کوئی آدمی کہے کہ میں تقلید نہیں کرتا تو اپنا حلالی ہونا ثابت نہیں کر سکتا۔ اس کی ماں نے ہی بتایا ہے کہ یہ آپ کے ابو ہیں اور یہ ایسا یاد کرایا کہ اس کے خلاف سننے کو تیار ہی نہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہوئے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں کنویں کا پانی بہت میٹھا ہے۔ لوگ دور دور سے بھر کے لے جاتے ہیں۔ قریب میں مدرسہ ان کا [اشارہ غیر مقلدین کی طرف۔ از مرتب] بھی تھا۔ تو اسی کنواں کھودنے والے کو لے گئے کہ پانی میٹھا نکلے گا۔ وہ اتنا کڑوا نکلا کہ زبان پہ رکھنا بھی مشکل ہو گیا۔ وہ لوگ والد محترم حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے پاس آئے کہ ہمیں کوئی وظیفہ بتائیں تاکہ پانی میٹھا ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ 40 دن میں میٹھا ہو جائے گا۔ بس فجر کے بعد بیٹھ کر 20

کا گھونٹ پی لیں گے یہ کام نہیں کر سکتے۔ فرمایا اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سمجھ میں آنا ضروری ہے جبکہ شریعت میں عقل کا دخل نہیں۔ اس لیے کہ انسان کی عقل کی جہاں انتہاء ہے وہاں سے وحی کی ابتداء ہے۔ ایک شخص کہنے لگا کہ بات عقل میں آنا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ نماز پڑھتے ہو ؟ کہا: ہاں۔ پوچھا وضو بھی کرتے ہو؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ نواقض وضو میں اخراج ریح بھی ہے؟ کہاں ہاں۔ تو میں نے کہا کہ ہوا شرمگاہ سے نکلی ہے اور دھوتے ہاتھ، منہ بازو اور پاؤں ہو، تو عقل کے مطابق فقط مقعد کو دھو لیتے۔ تو کہنے لگا اب سمجھ گیا ہوں۔ تو میں نے کہا ایسے احکامات کو امر تعبدی کہتے ہیں جن میں انسان کی عقل کو دخل نہیں ہے۔ بس مسائل علماء سے پوچھ کر ان پر عمل کیا کرو چاہے سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

تو جب اللہ تعالی سے محبت کرتے ہوئے اطاعت رسول کرو گے تو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ آج بہت سے لوگ معاشرے سے ڈر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے کہ اگر ڈاڑھی رکھ لی تو معاشرہ کیا کہے گا! شلوار ٹخنوں سے اوپر کی تو معاشرہ کیا کہے گا! جبکہ معاشرہ کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ یہی معاشرہ انسان کی موت کے وقت اس کے جنازے کے پاس کھڑے ہو کر گپیں لگاتا ہے، کوئی سگریٹ پی رہا ہوتا ہے اور یہ انسان اپنے کو خوبصورت بنانے کے لیے ڈاڑھی منڈاتا ہے، اس جسم کو سجاتا ہے، جبکہ اس کی حقیقت کچھ نہیں ابھی بول رہا ہے اور اگر ابھی روح نکل جائے تو یہ مردہ لاش ہے۔ تو ہم اس جسم کو اتنا سجاتے ہیں جبکہ اس کی حالت کیا ہونے والی ہے اس کے بارے میں نذیر اکبر آبادی کہتا ہے:

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا مشین بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھا نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

تو حضرت والد صاحب دامت برکاتہم نے "معطر کفن" کی جگہ ترمیم کر کے "مبیض کفن" کر دیا۔ اس لیے کہ کفن کو عطر لگانا جائز نہیں ہے۔ مگر آج کا نوجوان روح کی فکر چھوڑ کر

بدن کی فکر کرتا ہے، جبکہ امت محمدیہ کی اوسط عمر 60 برس ہے۔ نیند اور بچپن کو نکال کر 25 سال رہ گئے، اللہ تعالی ہر دن ہمیں 24 گھنٹے ہمیں دیتا ہے اور 24 کو 60 سے ضرب دیں تو 1440 ہوتا ہے اگر 140 منٹ بھی اللہ کو دے دیں تو ہمارے تمام اعمال اس میں ہو سکتے ہیں۔

دوستو! دنیا کا قیام بہت کم ہے۔ اللہ نے ہمیں دنیا میں آخرت کی تیاری کے لیے بھیجا ہے اور دنیا بہت تیزی سے گزر رہی ہے۔ "ان الدنیا مدبرۃ والآخرۃ مقبلۃ" دنیا گزر رہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔ عارف باللہ ڈاکٹر عبد الحی عارفی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان جس طرف بھی قدم بڑھائے وہ قدم اس کا قبرستان کی طرف بڑھتا ہے چاہے کسی بھی جگہ جائے۔ اس لیے جتنے قدم وہ لے کر آیا جب ان کا شمار ختم ہو گا تو اس کا چلنا بند ہو جائے گا۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کہاں جارہا ہے کدھر دیکھتا ہے

تو ہم سب جنت سے آئے ہیں اور ہم سب کی زبان عربی ہے اور ہم سب کا خونی رشتہ بھی ہے۔ اس لیے کہ ہم سارے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ تو کہیں نہ کہیں جا کر ہمارا خون مل جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں دادا ایک تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نویں دادا ایک تھے۔ اللہ تعالی نے 600 زبانیں پیدا کر دیں۔۔ کیوں؟ تاکہ پہچان ہو جائے کہ یہ کس قبیلے کا ہے اور یہ کس قبیلے کا۔ آج ہم نے لڑائی جھگڑے کا ذریعہ اسی زبان کو بنایا ہے۔ دین میں تعصب نام کی کوئی چیز نہیں، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غفار غفرها الله" اللہ تعالی نے بنو غفار کی مغفرت کی اور فرمایا: امرت بحب اربع واخبرنی اللہ یحبھم کہ اللہ نے مجھے چار سے محبت کا حکم دیا ہے اور اللہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا "من ھم یارسول

اللہ؟"ارشاد فرمایا یہ علی ،ابوذر غفاری، مقداد بن اسود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم ہیں۔ایک قریشی اور تین غیر عرب تھے۔اگر دین میں تعصب ہوتا تو تمام نام قریش کے ہوتے کسی اور کا نام نہ ہوتا۔دین میں تعصب نہیں ہے۔اس میں شدت اور تعصب تب پیدا ہوتا ہے جب کسی اللہ والے سے تعلق نہ ہو۔اسی لیے فرمایا:

"یاأَیهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ "(توبہ:119)

ایمان تو ہم سب کو اللہ نے دیا، رہا تقوی تو اس کے لیے صحبت کی ضرورت ہے۔

دیکھیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کو تمام حروف جارہ مل کر بھی زیر نہیں دے سکتے۔اس لیے کہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف ہونے کے لیے دو اسباب کا ہونا ضروری ہے۔تو مسلمان میں ایمان تو ہے، اگر ساتھ تقوی بھی آجائے دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اسے زیر نہیں کر سکتیں۔اور تقوی کے لیے آسان صورت ہے" كُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ " کہ اللہ والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔تو اللہ والوں کی صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔صحابہ میں روایات تو سب سے زیادہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہیں مگر مقام سب سے زیادہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملا ہے۔ اس لیے تو فرمایا گیا "خیر الخلائق بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ"۔ اس لیے کہ انہوں نے صحبت زیادہ پائی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شام جاتے ہوئے خواب دیکھا تو بحیرہ راہب کو بتایا۔اس نے پوچھا "من این انت؟"کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا"من مکة" پھر پوچھا"من ایها؟"یعنی کس قبیلہ سے ہو؟ تو میں نے کہا قریشی، پھر پوچھا"فیش یعنی تیرا کیا مشغلہ ہے؟ کہا: تجارت۔ اس نے کہا "صدق الله رویاك "اللہ تیرے خواب کو سچا کر دکھائے، "سیبعث نبی من قومك وانت تکون وزیرہ فی حیاته وخلیفته بعد وفاته" عنقریب سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونے والے ہیں، زندگی میں

آپ ان کے ساتھی ہوگے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوگے۔ "فاسرھا من الکائنات کلھا" تو انہوں نے تعبیر سننے کے بعد تمام لوگوں سے چھپائے رکھا حتی کہ گھر انے میں بھی نہ بتایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 40 برس ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شروع ہوئی جب آیت "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا "قولوا لا الہ الا اللہ تفلحو" تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور پوچھا: یا محمد! ما الدلیل علی ما تدعی؟ آپ کی نبوت پر کیا دلیل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الدلیل علی ما ادعی رویاك رایتھا بالشام فاسرھا من الکائنات کلھا فاخبرنی اللہ بالوحی کہ دلیل تو میرے دعوی پر آپ کا وہ خواب ہے جو آپ نے شام میں دیکھا پھر تمام دنیا سے چھپائے رکھا اور مجھے اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے بتلادیا ہے۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے فعانقہ وقبل بین عینہ آپ کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اشھد انك رسول اللہ وہاں پر ابو لہب بھی تھا اس نے کہا تبأًلك یا محمد الھذا جمعتنا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اس لیے کہ وہ عمر میں بڑے تھے تو اللہ تعالی نے سورہ نازل کی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ پوری سورت آئی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صحبت سے یہ مقام ملا۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے صحن میں کھڑی تھیں۔ رات کو آسمان پر ستارے دیکھ کر کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ کی امت میں کوئی ایسا ہے جس کی اتنی نیکیاں ہوں جتنے آسمان میں ستارے ہیں۔ فرمایا ہاں، عمر کی اتنی نیکیاں ہیں جتنا آسمان پر ستارے ہیں۔ پھر پوچھا کہ میرے ابا جان کا بھی کوئی مقام ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے ابا جان کی ایک دن نیکیاں آسمان کے اربوں کھربوں ستاروں سے زائد ہیں۔ تو صحبت کا مقام زیادہ ہے اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اتنا بڑا مقام ملا۔ آج بھی جو علماء اپنے مشائخ سے زیادہ جڑتے ہیں اللہ تعالی ان کے علم میں

برکت عطاء فرماتے ہیں اور ان سے دین کا کام لیتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے مشائخ کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کتب کا مطالعہ کم اور قطب کا مطالعہ زیادہ کرتے تھے۔

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم

دارالعلوم دیوبند کے بانی قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ان تمام حضرات نے جوتیاں سیدھی کیں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی تب یہ مقام ملا۔ اور حاجی صاحب کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ ایک مرتبہ بیت اللہ میں جب طواف سے فارغ ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی، جب سجدے میں سر رکھا اور ساری رات روتے رہے اور فرماتے رہے: اے اللہ کل میدان محشر میں امداد اللہ کو رسوا نہ فرمایئے۔

اتنے بڑے علماء ان کے مرید ہیں لیکن تواضع دیکھیے۔ اسی لیے فرمایا: من تواضع للہ رفعه الله جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند فرماتا ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے پیارے محبوب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے مولانا الیاس گھمن صاحب نے جو باغ لگایا ہے اللہ تعالی اس کو تا قیامت قائم و دائم رکھے اور اس کے فیض کو پورے عالم میں پھیلا دے اور شرف قبولیت بھی عطا فرما آئندہ آنے والی ان کی نسلوں کو بھی اللہ اپنے دین کے لیے قبول فرمائے۔ آمین بعد ازاں طلبہ سے خطاب کے دوران فرمایا: فتنوں کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالی نے مولانا الیاس گھمن صاحب کو قبول کیا ہے ۔۔۔ غیر مقلدین اسفار میں مجھے کہتے ہیں کہ مولانا الیاس گھمن نے ہمارا بہت پیچھا کیا ہوا ہے۔

انہوں نے طلبہ سے گفتگو فرماتے ہوئے خوب حوصلہ افزائی کی اور آخر میں دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی اس کام کو دور تک پھیلائے اور آپ تمام حضرات کو اس کے لیے قبول کرے۔

بچے

پطرس بخاری

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ بچوں کی کئی قسمیں ہیں مثلاً بلی کے بچے، فاختہ کے بچے وغیرہ۔ مگر میری مراد صرف انسان کے بچوں سے ہے، جن کی ظاہرا تو کئی قسمیں ہیں، کوئی پیارا بچہ ہے اور کوئی ننھا سا بچہ ہے۔ کوئی پھول سا بچہ ہے اور کوئی چاند سا بچہ ہے۔ لیکن یہ سب اس وقت تک کی باتیں ہیں جب تک برخوردار پنگوڑے میں سویا پڑا ہے۔ جہاں بیدار ہونے پر بچے کے پانچوں حواس کام کرنے لگے، بچے نے ان سب خطابات سے بے نیاز ہو کر ایک الارم کلاک کی شکل اختیار کرلی۔ یہ جو میں نے اوپر لکھا ہے کہ بیدار ہونے پر بچے کے پانچوں حواس کام کرنے لگتے ہیں یہ میں نے اور حکماء کے تجربات کی بنا پر لکھا ہے ورنہ حاشا وکلا میں اس بات کا قائل نہیں۔

کہتے ہیں بچہ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے لیکن مجھے آج تک سوائے اس کی قوت ناطقہ کے اور کسی قوت کا ثبوت نہیں ملا۔ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ روتا ہوا بچہ میرے حوالے کر دیا گیا ہے کہ ذرا اسے چپ کرانا، میں نے جناب اس بچے کے سامنے گانے گائے ہیں، شعر پڑھے ہیں، ناچ ناچے ہیں، تالیاں بجائی ہیں، ٹھنوں کے بل چل کر گھوڑے کی نقلیں اتاری ہیں، بھیڑ بکری کی سی آوازیں نکالی ہیں، سر کے بل کھڑے ہو کر ہوا میں بائیسکل چلانے کے نمونے پیش کئے ہیں۔ لیکن کیا مجال جو اس بچے کی یکسوئی میں ذرا بھی فرق آیا ہو یا جس سُر پر اس نے شروع کیا تھا اس سے ذرا بھی نیچے اُترا ہو اور خدا جانے ایسا بچہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے تو کس وقت؟

بچے کی زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا گزرتا ہو جب اس کے لئے کسی نہ کسی قسم کا شور ضروری نہ ہو۔ اکثر اوقات تو وہ خود ہی سامعہ نوازی کرتے رہتے ہیں ورنہ یہ فرض ان کے لواحقین پر عائد ہوتا ہے۔ ان کو سلانا ہو تو لوری دیجئے۔ ہنسانا ہو تو مہمل سے فقرے بے معنی سے

بے معنی منہ بنا کر بلند سے بلند آواز میں ان کے سامنے دہرائیے اور کچھ نہ ہو تو شغل بے کاری کے طور پر ان کے ہاتھ میں ایک جھنجھنا دیدیجئے۔

یہ جھنجھنا بھی کم بخت کسی بے کار کی ایسی ایجاد ہے کہ کیا عرض کروں یعنی ذرا سا آپ ہلا دیجئے لڑھکتا چلا جاتا ہے اور جب تک دم میں دم ہے اس میں سے ایک ایسی بے سری، کرخت آواز متواتر نکلتی رہتی ہے کہ دنیا میں شاید اس کی مثال محال ہے اور جو آپ نے مامتا یا "باپتا" کے جوش میں آکر برخوردار کو ایک عدد وہ ربڑ کی گڑیا منگوادی جس میں ایک بہت ہی تیز آواز کی سیٹی لگی ہوتی ہے تو بس پھر خدا حافظ۔ اس سے بڑھ کر میری صحت کے لئے مضر چیز دنیا میں اور کوئی نہیں۔ سوائے شاید اس ربڑ کے تھیلے کے جس کے منہ پر ایک سیٹی دار نالی لگی ہوتی ہے اور جس میں منہ سے ہوا بھری جاتی ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو والدین کہلاتے ہیں۔ بد قسمت ہیں تو وہ بے چارے جو قدرت کی طرف سے اس ڈیوٹی پر مقرر ہوئے ہیں کہ جب کسی عزیز یا دوست کے بچے کو دیکھیں تو ایسے موقع پر ان کے ذاتی جذبات کچھ ہی کیوں نہ ہوں وہ یہ ضرور کہیں کہ کیا پیارا بچہ ہے۔ میرے ساتھ کے گھر ایک مرزا صاحب رہتے ہیں۔ خدا کے فضل سے چھ بچوں کے والد ہیں۔ بڑے بچے کی عمر نو سال ہے۔ بہت شریف آدمی ہیں۔ ان کے بچے بھی بے چارے بہت ہی بے زبان ہیں۔ جب ان میں سے ایک روتا ہے تو باقی کے سب چپکے بیٹھے سنتے رہتے ہیں۔ جب وہ روتے روتے تھک جاتا ہے تو ان کا دوسرا برخوردار شروع ہو جاتا ہے۔ وہ ہار جاتا ہے تو تیسرے کی باری آتی ہے۔

رات کی ڈیوٹی والے بچے الگ ہیں۔ ان کا سُر ذرا باریک ہے۔ آپ انگلیاں چٹخوا کر، سر کی کھال میں تیل جھسوا کر، کانوں میں روئی دے کر، لحاف میں سر لپیٹ کر سوئیے، ایک لمحے کے اندر آپ کو جگا کے اُٹھا کے بٹھا نہ دیں تو میرا ذمہ۔ ان ہی مرزا صاحب کے گھر پہ جب میں جاتا ہوں تو ایک ایک بچہ کو بلا کر پیار کرتا ہوں۔ اب آپ ہی بتائیے میں کیا کروں۔ کئی دفعہ دل میں

آیا مرزا صاحب سے کہوں حضرت آپ کی ان نغمہ سرائیوں نے میری زندگی حرام کر دی ہے، نہ دن کو کام کر سکتا ہوں نہ رات کو سو سکتا ہوں۔ لیکن یہ میں کہنے ہی کو ہوتا ہوں کہ ان کا ایک بچہ کمرے میں آجاتا ہے اور مرزا صاحب ایک والدانہ تبسم سے کہتے ہیں۔ اختر بیٹا! ان کو سلام کرو، سلام کرو بیٹا، ان کا نام اختر ہے۔ صاحب بڑا اچھا بیٹا ہے۔ کبھی ضد نہیں کرتا، کبھی نہیں روتا، کبھی ماں کو دق نہیں کرتا۔

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ وہی نالائق ہے جو رات کو دو بجے گلا پھاڑ پھاڑ کے روتا ہے۔ مرزا صاحب قبلہ تو شاید اپنے خراٹوں کے زور شور میں کچھ نہیں سنتے، بد بختی ہماری ہوتی ہے لیکن کہتا یہی ہوں کہ "یہاں آؤ بیٹا" گھٹنے پر بٹھا کر اس کا منہ بھی چومتا ہوں۔ خدا جانے آج کل کے بچے کس قسم کے بچے ہیں۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ہم بقر عید کو تھوڑا سا رولیا کرتے تھے اور کبھی کبھار کوئی مہمان آنکلا تو نمونے کے طور پر تھوڑی سی ضد کرلی، کیونکہ ایسے موقعہ پر ضد کارآمد ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ کہ چوبیس گھنٹے متواتر روتے رہیں۔ ایسی مشق ہم نے کبھی بہم نہ پہنچائی تھی۔

لائٹ بجھا کر سونا

رات کو عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونا اور لائٹ بجھا کر سونا بھی حضور صلی اللہ وسلم کی سنت ہے. میں تحقیق سے ثابت ہوا کہ ایک ہارمون جو Pineal Gland میں پیدا ہوتا ہے جس کا کام گہری نیند لانا، انسانی جسم میں توڑ پھوڑ کے عمل کو روکنا اور جسم کو مضبوط بنانا وغیرہ ہے اس کی انسانی جسم کو بہت ضرورت ہوتی ہے. وہ صرف عشاء سے لے کر تہجد تک اندھیرے میں پیدا ہوتا ہے، روشنی میں نہیں اور اگر دن میں اندھیرا کر کے سو بھی جائیں تو ہارمون پیدا نہیں ہوتا۔

(خدیجہ جمشید، گوجرانوالہ)

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم

سمرقند فتح ہو جانے کی وجہ سے بابر کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہی تھی اس کی خوشی کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر سمرقند پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا۔ جونہی امرائے سمرقند نے تاج شاہی بابر کے سر پر رکھا اور اس نے تخت تیموری پر قدم رکھا تو فرط مسرت سے اس کی باچھیں کھلتی چلی گئیں۔ ویسے بھی وہ بذات خود تخت و تاج تیموری کو اپنی حقیقی وراثت سمجھتا تھا۔ رسم تاج پوشی کے بعد جب وہ شاہی محل میں داخل ہوا تو اس نے وہاں بھی ماہر مصوروں کی بنی ہوئی تصاویر بھی آویزاں دیکھیں اس سے پہلے جو وہ دلکش باغ میں دیکھا چکا تھا۔

سمرقند پر قبضے کی اس کی دیرینہ خواہش تو بارآور ثابت ہو چکی تھی مگر اسے وادی فرغانہ سے ملنے والی اندر وہناک خبروں نے بے چین کر رکھا تھا۔ اس کے مخبر اسے متواتر اس قسم کی خبریں بھیج رہے تھے کہ سلطان احمد تنبل نے جہانگیر مرزا کو اپنے بس میں کر رکھا تھا۔ وادی فرغانہ کے اہم فوجی قلعہ آخشی پر سلطان احمد تنبل نے پوری طرح اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے اور اب اس کی حریص آنکھیں اندر جان پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ جہانگیر مرزا پوری طرح اس کے قابو میں تھا اس لیے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ اندر جان پر قابض ہو جاتا۔

محمد بابر اگرچہ چاہتا تھا کہ وہ ایک ہی جست میں وادی فرغانہ پہنچ کر سلطان احمد تنبل اور جہانگیر مرزا کو ان کی بغاوت اور نمک حرامی کا مزہ چکھائے مگر سمرقند کو چھوڑنا بھی اس کے لیے نہایت ہی مشکل ہو گیا تھا کیونکہ اسے تخت تیموری سنبھالے ہوئے ابھی چند ہی روز تو ہوئے تھے اگر وہ اس عالم میں سمرقند چھوڑ دیتا تو پھر کوئی بھی طالع آزما اس پر قبضہ کر سکتا تھا کیونکہ سمرقند پر اس کے قدم ابھی تک پوری طرح جم نہیں پائے تھے۔

بابر کی ساری تشویشنا کیاں ایک طرف اور نامی اماں کا یہ پیغام ایک طرف کہ اگر تو نے اندر جان واپس آنے میں تاخیر کر دی تو عین ممکن ہے کہ وہ اس کے ہاتھ سے چکنی مچھلی کی طرح پھسل جائے اور اس کے خاندان کی عزت وآبرو خطرے میں پڑ جائے۔

نانی اماں کے اس پیغام نے بابر کو بے حد ہیبت زدہ کر دیا تھا مگر حالات کے شکنجے نے اسے اس قدر بے بس کر رکھا تھا کہ اس مثل کے مصداق کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والی صورت حال سے دوچار کر دیا تھا۔

نانی اماں کی تشویشنا کی اپنی جگہ تھی مگر بابر کی حکمت عملی اپنی جگہ تھی اس نے ضروری یہی سمجھا کہ سمرقند کو فوراً چھوڑ دینا اس کے لیے ممکن نہیں تھا کیونکہ سمرقند کو ان ناقابل اعتبار امراء کے حوالے نہیں کیا جا سکتا تھا جو اپنے سلطان کے ساتھ غداری کے مرتکب ہو چکے تھے۔ بنابریں بابر نے پوری دل جمعی اور جوش وخروش سے سمرقند کے نظم ونسق پر توجہ دینا شروع کر دی۔

بابر چاہتا تھا کہ وہ اس کام سے جلد از جلد خلاصی حاصل کر کے اندر جان کا رخ کرے سمرقند پر بابر کے قبضے کی خبریں جنگ میں آگ کی طرح گرد نواح میں پھیلتی چلی گئیں۔ اس خبر کی بھنک سلطان ظہیر الدین بابر کے ماموں اور مغلستان کے خاقان محمود خان کے کانوں تک بھی پہنچ چکی تھی جس سے اسے حیرت بھی ہوئی اور تشویش بھی۔ محمود خان سمرقند کو تسخیر کرنے کے لیے کئی بار حملہ آور ہو چکا تھا مگر ہر بار اسے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا اس کے بھانجے چودہ سالہ بابر کا سمرقند پر تسلط کی وجہ سے اس کے دل میں کانٹا سا چبھ رہا تھا۔

ادھر ازبک سردار شیبانی خان جسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا وہ بھی سمرقند سے ناکام لوٹا تھا ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اسے سمرقند پر بابر کے قبضے کی خبر موصول ہوئی۔ چودہ سالہ لڑکا اس سے بازی لے گیا تھا! اس خبر سے وہ اپنا دل مسوس کر رہ گیا تھا اسے اندازہ بھی نہیں تھا کہ

ایک نوخیز لڑکا جس کی عسکری طاقت اس کے سامنے پرکاہ کے برابر ہی نہیں تھی سمرقند کو خون کا قطرہ بہائے بغیر فتح کرلے گا۔

سلطان محمد بابر محل کی سیر کے بعد فصیل شہر کے معائنے کے لیے نکل کھڑا ہوا وہ اس شہر کی عظمت سے مرعوب دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے مصاحبین نے اسے یہ بتا کر حیرت زدہ کر دیا کہ اس نابغہ روزگار شہر کی بنیاد یونانی فاتح سکندر اعظم نے رکھی تھی اور بعد ازاں لرزندہ جہاں صاحب قراں امیر تیمور نے اس حسین اور پر فضا شہر کو اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا اس شہر کی شاندار عدیم النظیر عمارات امیر تیمور نے تعمیر کروائی تھیں بابر نے اپنے آدمیوں کو فصیل شہر کو قدموں کے ذریعے ماپنے کا حکم دیا جو کہ دس ہزار چھ سو قدم نکلی۔

اب تک بابر نے پورے شہر کو اندر اور باہر سے اچھی طرح دیکھ لیا تھا مگر ایک عمارت ایسی بھی تھی جسے ابھی تک بابر نے نہیں دیکھا تھا وہ عمارت قلعہ شہر کے بالائی حصے پر تعمیر کی گئی تھی یہ عمارت جو کہ چار منزلہ تھی اور جو نیلا محل کے نام سے موسوم تھی اس خوبصورت اور نادر محل کی تعمیر کا سہرا ابھی امیر تیمور ہی کے سر تھا۔

بابر نے اندرون شہر بے حد خوبصورت اور نادر عمارت دیکھیں جن میں قیمتی پتھروں سے مزین جامع مسجد، درویشوں کی خانقاہیں، امیر تیمور اور اس کے سلسلے کے دیگر شاہوں کے شاہی مقبرے جن میں سے شہزادہ الغ بیگ کا مقبرہ نہایت نمایاں تھا، تین منزلہ رصد گاہ، تفریحی بارہ دری جو کہ چنار کے درختوں کے درمیان گھری کھڑی تھی اور وہ تخت شاہی جو ایک بہت بڑی اور خوبصورت عمارت میں رکھا ہوا تھا جسے پتھر کی ایک بہت بڑی سل کاٹ کر بنایا گیا تھا جس کی لمبائی تیس فٹ، چوڑائی پندرہ فٹ اور اونچائی دو فٹ تھی اس پر کندہ کاری کے ذریعے خوبصورت نقش و نگار ابھارے گئے تھے۔ ان سب پر مستزاد وہ گونجتی مسجد تھی جس کے دالان کے فرش پر پاؤں مارنے سے لق لق کی آواز پیدا ہوتی تھی اس حیرت ناک بھید کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔

بار کو سمر قند کی عمارات، اس کے کشادہ بازاروں، قرمزی ریشم کی منڈیوں، سر سبز و شاداب مرغزاروں اور مرغزاروں کے کنارے کنارے امراء ورؤساء کے دیدہ زیب محلات اور ان کی زیبائش وآرائش نے مسحور کر دیا تھا۔

سمر قند کے شہری یہ توقع کر رہے تھے کہ دیگر فاتحین کی طرح شہر میں داخل ہو کر بابر کی فوج بھی لوٹ مار کرے گی مگر ایسا نہیں ہوا بابر نے اپنے فوجی سرداروں یہ سمجھا دیا تھا کہ سمر قند ہمارا آبائی شہر ہے یہاں کے باشندے ہمارے اپنے ہیں اور مفلوک الحال ہیں اس پر مستزاد طویل محاصروں نے انہیں اور بھی پریشان حال کر دیا ہے۔ اب اگر ہم نے لوٹ مار کی تو یہ لوگ فاقوں مر جائیں گے لہذا تمہیں یہ باور کر لینا چاہیے کہ ہم ان کے ساتھ شریفانہ اور ہمدردانہ سلوک کرنا چاہیے مجھے کہیں سے بھی جبر و تشدد کی اطلاع نہیں ملنی چاہیے۔

بابر کے سرداروں میں ایک سردار علی دوست طغائی نامی کہنے لگا "سلطان معظم آپ کے امراء اور سپاہی کہتے ہیں کہ جب ہم نے تاجروں کا لوٹا ہوا مال انہیں آپ کے حکم کے مطابق لوٹا دیا ہے اور اب یہاں بھی لوٹ مار سے ہمیں منع فرما رہے ہیں اس طرح تو ہم سب کنگال ہو جائیں گے۔"

بابر نے جواباً کہا "لوٹ مار کے مال سے آج تک کوئی شخص خوشحال نہیں ہوا لوٹ کا مال جس ذریعے آتا ہے اسی ذریعے بھی چلا جاتا ہے۔ اپنے پروردگار پر اپنے یقین کو پختہ رکھو جو پتھر میں موجود کیڑے کو رزق مہیا کرتا ہے کیا وہ اپنی اشرف المخلوقات کو بھوکوں مار دے گا؟ ہم سب کا رزق اسی رب العالمین کے ہاتھ میں ہ جو سب کا رب ہے غریب شہریوں کو لوٹ کر تمہارے ہاتھ کچھ بھی آنے والا نہیں، ہم روایتی فاتحین کی طرح اپنی ناموس پر دھبہ نہیں آنے دیں گے"

ادھر سمر قند کے معززین نے بابر سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں مگر فی الحال بابر اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ وہ ان کی توقعات پر پورا اتر سکتا۔ وہ مغل سپاہی جو بابر کی فوج میں

بلا تکلف شامل ہوئے تھے، ان کی توقعات بھی پوری ہوتی نظر نہیں آرہی تھیں کیونکہ بابر نے شہریوں کو لوٹنے سے منع کر دیا تھا جب کہ مغلوں کی گھٹی میں لوٹ مار، قتل وغارت اور بے جا تشدد پڑا ہوا تھا اس لیے اب وہ بابر کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر اپنے علاقوں کی طرف واپس جارہے تھے، بابر نے اپنے سرداروں کو منع کر دیا تھا کہ وہ بھاگتے ہوئے مغلوں کو نہ روکیں۔

موجودہ حالات نے بابر کے وفاداروں کو بھی تشویش میں مبتلا کر دیا تھا کیونکہ ان کے پاس سامان خورد ونوش کی کمی ہوتی چلی جارہی تھی۔ اگر یہی عالم کچھ دیر اور رہتا تو فاقوں تک کی نوبت آسکتی تھی۔ قاسم بیگ نے بابر کو مشورہ دیا کہ سلطان معظم آپ قاضی خواجہ کو (جو کہ بابر کی عدم موجودگی میں بابر کی قائم مقامی کے فرائض انجام دے رہا تھا) حکم دیں کہ وہ اندر جان کے خزانے سے کچھ رقم سمرقند کے فوجیوں کی ضروریات کے لیے روانہ کر دے۔ بابر کو قاسم بیگ کا مشورہ صائب معلوم ہوا اور اس نے اسی وقت اپنے چند آدمیوں کو اس پیغام کے ساتھ کہ قاضی خواجہ کچھ رقم سمرقند کے لیے روانہ کر دے اندر جان بھیج دیا۔

کچھ ہی دنوں میں اندر جان سے قاضی خواجہ کا جواب موصول ہو گیا قاضی خواجہ کے خط کے ساتھ ساتھ نانی اماں کا ایک خط بھی تھا، جس کے مندرجات کچھ یوں تھے۔ ”بلا تاخیر واپس اندر جان لوٹ آؤ اور اپنے شہر کو دشمنوں کی دست برد سے بچاؤ۔

سلطان احمد تنبل نے جہانگیر مرزا کو پوری طرح اپنے بس میں کر رکھا ہے اور تیرے سمرقند کے محاصرے کا حلیف سلطان بائسنغر کا بھائی سلطان علی مرزا بھی سلطان احمد تنبل کے ساتھ آملا ہے۔ ان دونوں غداروں نے مل کر جہانگیر مرزا کو اپنے بس میں کر رکھا ہے۔ اب تمہاری سمرقند کی بجائے اندر جان کو بہت ضرورت ہے اگر تو نے لیت ولعل سے کام لیا تو پھر اندر جان کا خدا ہی حافظ ہے۔“

(جاری ہے)

چکن شوارما

اہلیہ محمد اعجاز، قصور

اجزاء:

مرغی بغیر ہڈی کے تین سو گرام، دہی آدھی پیالی، سرکہ دو چمچ، باربی کیو مصالحہ دو چمچ، لیموں کا رس ایک چمچ، کالی مرچ پسی ہوئی ایک چمچ، لہسن چار جوے، نمک حسب ذائقہ، تل کا پیسٹ آدھی پیالی، لیموں کا رس ایک چوتھائی پیالی، دہی دو کھانے کے چمچ، مرچوں کا اچار ایک کپ، اچاری کھیرا آدھی پیالی، شوارما بریڈ دس عدد، کھیرا، پیاز، ٹماٹر ایک ایک عدد، ہرے یا کالے زیتون ایک کپ، زیتون کا تیل دو چمچ

ترکیب: ایک پین میں تیل ڈالیں، اس میں چکن کے سلائسز اور لہسن شامل کریں اور اچھی طرح سے فرائی کرلیں۔ اب اس میں دہی، سرکہ، لیموں کا رس، نمک اور تکہ مصالحہ ڈال کر ہلکا سا فرائی کریں اور خشک کرلیں۔ سوس تیار کرنے کے لیے ایک باؤل میں تل کا پیسٹ، لیموں کا رس، دہی اور لہسن ڈال کر اچھی طرح سے مکس کرلیں۔ اسے ایک پین میں ڈال کر فرائی کرلیں اور ایک باؤل میں نکال لیں۔ ٹماٹر اور کھیروں کے پتلے سلائس لمبائی کے رخ کاٹ لیں۔ پھر اس میں ٹماٹر، کھیرا اور سلاد کے پتے شامل کرلیں، پھر مرچوں اور کھیرے کا اچار ملا لیں۔

فلنگ کا طریقہ: ایک پین لیں اور اس میں شوارما بریڈ کو ہلکا سا سینک لیں۔ بریڈ کو پین سے نکال کر کسی ایسے کاغذ پر رکھیں جو چکنائی سے فوراً خراب نہ ہو جائے۔ پھر بریڈ کی ایک سائیڈ پر ایک چمچ سوس لگا کر اچھی طرح پھیلا لیں۔ اب فریش گرم چکن کے پیسز اوپر ڈال دیں، پھر سلاد ڈال کر اس کو رول کی شکل میں بنا دیں۔

مزیدار چکن شوارما تیار ہے۔

سرونگ: آٹھ سے دس افراد کے لیے

گوشہ ظرافت

استاد (شاگرد سے): "تم یہ گدھا کلاس میں کیوں لائے ہو؟"

شاگرد: "جناب! میرے ابو نے بھیجا ہے۔"

استاد (غصے سے): "لیکن کیوں؟"

شاگرد: "میں نے کل ابو سے کہا تھا کہ ہمارے استاد کہتے ہیں کہ میں نے بڑے بڑے گدھوں کو انسان بنا دیا ہے تو ابو نے انسان بنانے کے لیے یہ گدھا بھیجا ہے۔"

(خالد فہیم، لاہور)

⊙⊙⊙

ایک پڑوسن نے دوسری سے ایک کتاب پڑھنے کے لیے مانگی، دوسری نے کہا:

"بہن میں کتاب دیا نہیں کرتی، آپ یہاں بیٹھ کر جتنی چاہیں پڑھ لیں"

چند روز بعد دوسری پڑوسن پہلی کے گھر گئی اور جھاڑو مانگی۔ پہلی نے کہا "بہن میں کسی کو جھاڑو نہیں دیا کرتی، آپ کو جتنی جھاڑو دینی ہو، یہاں میرے گھر میں دے دیں۔"

(فاطمہ بتول، نوشہرہ)

⊙⊙⊙

سیاسی لیڈر (ڈاکٹر سے) "میں جب تقریر کرتا ہوں، میری زبان تالو میں چمٹ جاتی ہے اور میری ٹانگیں کانپنے لگتی ہیں۔"

ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "کوئی بات نہیں، جھوٹ بولتے وقت اکثر ایسا ہوا کرتا ہے۔"

(شازیہ خان، لاہور)

⊙⊙⊙

ایک شخص ٹیلی فون پر: "کون بول رہا ہے؟"

جواب آیا: "میں بول رہا ہوں۔"

پہلا شخص: "کتنی عجیب بات ہے، ادھر بھی میں بول رہا ہوں"

(صدیق حسین، جھنگ)

کرائے دار نے مالک مکان سے کہا: "خدا کیلئے اس سال تو کھڑکیوں میں پٹ لگوا دیجئے۔ میں کمرے میں بیٹھتا ہوں تو تیز ہوا سے بال بکھر جاتے ہیں۔"

مالک مکان نے کرائے دار کے دیئے کرائے میں سے دس روپے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میرا اتنا خرچہ کرانے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ کسی حجام سے اپنے بال کٹوالیں۔"

(جویریہ خالد، حافظ آباد)

استاد: احمد! آپ کی جیب میں 50 روپے ہیں۔

احمد: سر میرے پاس صرف دس ہیں۔

استاد: فرض کرلیں۔

استاد: راشد آپ کی جیب میں 25 روپے ہیں۔

راشد: سر میرے پاس صرف 5 ہیں۔

استاد: فرض کرلیں۔

استاد: احسن اب آپ بتائیں کہ اکرم اور راشد کے پیسے ملا کر کتنے بنتے ہیں۔

احسن: جناب 100۔

استاد: وہ کیسے؟

احسن: سر! فرض کرلیں۔

(بشریٰ پری، لاہور)

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

- قاری عبد السلام قیصرانی، قصور کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔
- چوہدری ساجد رشید کی دادی انتقال کر گئیں۔
- بخشا خان بگٹی لسبیلہ کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا۔
- قاری عبد الطیف انور کی نانی جان انتقال کر گئیں۔
- مولانا عبد الرحمن ،استاد جامعہ محمدیہ عید گاہ اوکاڑہ کے داداد جان اور پھوپھا جان انتقال کر گئے۔
- قاری کفایت اللہ،لیہ کی ہمشیراہ انتقال کر گئیں۔
- مولانابشیر احمد بہلوی، ناظم تعلیمات جامعہ خلفاء راشدین بھکر کی دادی انتقال کر گئیں۔
- شہر روز حسن، سرگودھا کے والد انتقال کر گئے۔
- مفتی نصر اللہ، فاضل پور راجن ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گئے۔

نوٹ

قارئین کرام اپنے فوت شدگان کی اطلاع بذریعہ sMs کر دیا کریں تاکہ ایصال ثواب کی اپیل میں ان کا نام شامل ہو سکے۔

رابطہ کے لیے 03324576084